پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

**درس حدیث**

*محمد اظہر مدنی*

# نیک کاموں میں خرچ کرنے کی فضیلت اور بخیلی کی مذمت

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دن جب بندہ صبح کو بیدار ہوتا ہے تو آسمان سے دو فرشتے اترتے ہیں۔ان میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے، اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے۔اے اللہ بخیل کے مال کو ضایع کردے۔(صحیح بخاری)

اس حدیث کے پہلے جز میں نیک کاموں میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور دوسرے جز میں بخیلی کرنے والوں کی مذمت کی گئی ہے۔مال دراصل اللہ تالیٰ کی طرف سے آزمائش بھی ہے۔اس لیے دولت کو محض دولت سمجھنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ مال دے کر انسان کو آزماتا ہے۔وہ دیکھتا ہے کہ میں نے اپنے بندے کو جو مال دیا ہے اس کو وہ کہاں اور کتنے نیک مقاصد میں خرچ کرتا ہے۔مال کو خرچ کرنے کے مختلف مواقع ہوسکتے ہیں جیسے بیماروں کی مدد کرنا، بیواؤں کی مدد کرنا، قرض داروں کی مدد کرنا، غریب کی مدد کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، معاشی طور سے کمزور افراد کو مستحکم کرنا، قرآن کریم کی مختلف آیات میں اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں کی بڑی ستائش اور بہترین بدلہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔فرمایا ہے:''مَّثَلُ الَّذِيْنَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللّهُ وَاسِعٌ عَلِيْم ''(سورہ بقرہ:۲۶۱) جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کردے اور اللہ تعالیٰ کشادگی اور علم والا ہے''۔

قرآن مجید میں اہل ایمان کو خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:قُل لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ آمَنُواْ يُقِيْمُواْ الصَّلاَةَ وَيُنفِقُواْ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرّاً وَعَلانِيَةً مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لاَّ بَيْعٌ فِيْهِ وَلاَ خِلاَلٌ (سورہ ابراہم:۳۱) یعنی میرے ایماندار بندوں سے کہہ دیجئے کہ نمازوں کو قائم رکھیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید وفروخت ہوگی نہ دوستی اور محبت''۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا:يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَنفِقُواْ مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لاَّ بَيْعٌ فِيْهِ وَلاَ خُلَّةٌ وَلاَ شَفَاعَةٌ (سورہ بقرہ:۲۵۴) یعنی اے ایمان والو!اس دن کے آنے سے قبل اللہ کی راہ میں خرچ کرلو جس میں نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور سفارش ہی کام آئے گی۔

اسی طرح سے قرآن کی دوسری آیتوں میں مال ہونے کے باوجود جو بخیلی کرتے ہیں مال کو سمیٹ کر رکھتے ہیں۔ضرورت مندوں سے دوری بنا کر رکھتے ہیں۔جان بوجھ کر مال کو چھپاتے ہیں۔آس پاس میں غریبوں، بیواؤں، ضرورتمندوں کی مدد کی بجائے اللہ کی عطا کردہ دولت کو خرچ نہیں کرتے ہیں۔ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سخت وعید اور سزا کی دھمکی دی ہے۔فرمایا وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْراً لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُواْ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّهِ مِيْرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاللّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرٌ (آل عمران:۱۸۰) یعنی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے بدتر ہے۔عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے''۔

قرآن کریم کی اس آیت میں ایسے بخیل کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اللہ کی دی گئی دولت، اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اور اس حد تک بخیلی کرتا ہے کہ وہ زکوۃ جیسے فریضہ کو بھی ادا نہیں کرتا۔ایک موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مومن بندے کے دل میں بخیلی اور ایمان ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ مومن کے لیے بخیلی زیب نہیں دیتا یعنی جو سچا مومن ہوگا وہ ضرورت کے وقت اپنے مال و دولت کو صحیح جگہ استعمال کرے گا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مالداروں کو اپنی دولت کو صحیح جگہ خرچ کرنے اور بخیلی و کنجوسی سے بچنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔وصلی اللہ علی النبی

☆☆☆

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

# إن جاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا

## جو نہیں ہوگا وہ اخبار میں آجائے گا

ہم لوگوں نے بچپن میں پڑھا تھا کہ خبر اپنے اندر صدق وکذب کا احتمال رکھتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر خبر سچی ہی ہو، یا کذب وجھوٹ اور غلط وافتراء پر مبنی ہو، یا دونوں کا ملغوبہ ہو، یا اس کے پیچھے کچھ ذہنیت کارفرما ہو اور اس میں کچھ مذموم یا محمود مقاصد پوشیدہ ہوں، یا زبان کے ہیر پھیر سے اسے کچھ کا کچھ بنا دیا گیا ہو، یا ٹون اور لب ولہجہ تلخ وشیریں کر دیا گیا ہو، یا اندازِ گفتگو، واقعہ وحادثہ کو پیش کرنے اور اس میں تقدیم وتاخیر کرنے اور اس کی ہیئت ونوعیت کو تبدیل کرنے سے واقعہ کچھ سے کچھ ہو گیا ہو، یا جس منظر وپس منظر یا خود منظر کشی میں تحریف وتزویر ہو، یا سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا گیا ہو، یا خبر تفصیل طلب ہو یا اختصار کی طالب ہو اور اسے طول طویل بیان کر کے اس میں الجھاؤ پیدا کر دیا گیا ہو۔ لیکن ہاں اگر کوئی بات بذات خود تو صد فیصد صحیح ودرست ہو، بلکہ قابل تعریف وتحسین اور ضرب المثل اور قول فیصل بننے کے لائق ہو مگر اسے **كلمة حق اريد بها الباطل** کے طور پر پیش کیا جائے تو وہی چیز بری سے بری خبر بن جاتی ہے اور بڑے سے بڑے سانحے اور فساد عظیم برپا کر دیتی ہے۔ لیکن ان سب میں اگر کسی خبر کے نقل کے نام پر مکمل تزویر وتغیر اور تحریف سے قصدا کام لیا جائے یا بات کو بالکل الٹ کر حقیقت کے برخلاف خبر دی جائے تو اس سے بڑا فساد عظیم اور بدترین کوئی اور فعل نہیں ہوسکتا۔

آج کی دنیا اخبار کی رسیا ہے اور ہر طرح کی خبروں تک ہر فرد بشر کی رسائی آسان ہے۔ اتفاق سے اس مشغول ترین دنیا میں انسان کے پاس ان خرافات و اخبارات کے لیے فرصت ہی فرصت ہے اور خبر کے نام پر ایسی خبر جس کی کوئی بنیاد ہی نہ ہو اور جس کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے اور جس کی طرف خبر کی نسبت ہے اس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو، کی اشاعت پورے وثوق سے کی جاتی ہے۔ آج کی دنیا میں سنا ہے کہ آسمان کی خبروں میں سے کوئی ایک دو خبر شیطان کا لشکر اچک لیتا ہے اور شہاب ثاقب کی بھی مار کھاتا اور بلبلاتا بھاگ جاتا ہے۔ مگر پھر بھی خبر لکھتے اور پھیلاتے وقت سو جھوٹی خبروں اور باتوں


مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی مولانا شہاب الدین مدنی ڈاکٹر سعید احمد مدنی

مولانا اسعد اعظمی مولانا طٰہٰ سعید خالد مدنی مولانا انصار زبیر محمدی


اس شمارے میں


درس حدیث ۲

اداریہ ۳

کیا ہم متقی بن گئے؟ ۷

عید الاضحی - احکام ومسائل ۱۱

خصوصیات قرآن مجید ۱۵

اعمال صالحہ پر مداومت ۱۸

ضمیمۂ مضمون الفضل للمتقدم ۲۲

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا مختصر تعارف ۲۳

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۶

جماعتی خبریں ۲

اپیل ۳۲


مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے


بدل اشتراک

سالانہ ______ ۱۵۰/روپے

فی شمارہ ______ ۷/روپے

پاکستان ______ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

www.ahlehadees.org ویب سائٹ

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

کا اضافہ کردیتا ہے تاکہ لوگوں کا ایمان، جان و مال اور عزت وآبرو کا سودا کرے اور فساد فی الارض اور بندوں کو ہلاک کرنے اور جہنم رسید کرنے کا اپنا متعین کیا ہوا فریضہ ادا کرے اور حضرت انسان کو اغوا وگمراہ اور رسوا کرے۔

مگر ہائے افسوس صد افسوس کہ آج کا میڈیا اور اخبار واعلام کچھ اس قدر نفس کا غلام، شیطان لعین کا ایلچی بے دام اور کسب حرام کا خوگر ہو چکا ہے کہ الامان والحفیظ۔ وہ اس دنیا کی خبروں میں یہی نہیں کہ ملاوٹ اور ہیر پھیر کرتا ہے بلکہ مکمل طور پر پوری پوری جعلی ومزوّر خبر تراش لیتا ہے بلکہ جو باتیں وہ مجلس، کانفرنس، میٹنگ میں سنتا ہے اس کے الفاظ، معانی ومدلولات کے بالکل برعکس اخباروں میں شائع کرتا ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس میں دنیا وآخرت دونوں جہاں کا نقصان ہے، اس پر اس کو واہ واہی نہیں ملتی ہے، بلکہ اس پر لعنت برستی ہے مگر پھر بھی وہ حسد، عداوت، یا بیجا دشمنی اور ظلم وزیادتی کے ذریعہ خبر گڑھ لیتا ہے۔ یہ بات یہود ونصاریٰ کے سر منڈھی جاتی ہے۔ غیر مسلم پروپیگنڈائی لوگ اور گودی میڈیا کا نام جھٹ سے لے لیا جاتا ہے اور اسے ایک خاص کمیونٹی، سوسائٹی، دھرم اور خطہ سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ ہمارا مشاہدہ اس خدا بیزار دنیا میں بالکل یہی ہے کہ اس حمام میں سب ننگے ہیں اور ہر قبیلہ اور قوم میں اس قماش کے لوگ موجود ہیں جو پوری برادری، مذہب وملت اور ملک ومعاشرہ کو تباہ و بدنام کررہے ہیں۔ ان کے اس ظلم وکذب اور پروپیگنڈہ سے ہر قوم وفرد زچ اور سخت تکلیف اور مصیبت میں ہے مگر دنیا ان کے سدھار، اصلاح کرنے اور اس ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کے بجائے مزید انہی لوگوں کا شکار ہوتی چلی جارہی ہے اور کوئی پرسان حال نہیں اور کوئی اپنا حق وفرض اصلاح وسدھار اور امر بالمعروف والنھی عن المنکر یا قوت و پاور اور ایمان وانصاف ادا کرنے کو تیار نہیں۔ حالانکہ ایک سچی خبر محض اس لیے شیطان دے رہا تھا کہ اس میں ستر جھوٹ ملا کر دنیا میں پھیلا دے مگر آسمانی فوج حرکت میں آتی ہے اور شیطانی میڈیا کو فضا ہی میں سبق سکھا دیتی ہے، نمونۂ عبرت بنا دیتی ہے لیکن آج کا میڈیا پوری پوری خبر گھڑتا بنتا ہے بلکہ قلبِ حقائق کردیتی ہے۔ پھر بھی اقتدار اور حکومت اور اس کی مشنری شہاب ثاقب بن کر حرکت میں نہیں آئی اور نہ اسے مار بھگایا بلکہ اس کو ایسا سبق سکھایا اور رسوائی اور کٹائی کے ساتھ جلاوطن کیا کہ اس کی سات پشتیں یاد رکھیں گی۔ مگر آہ آج کا اقتدار اور اندھے عوام لگتا ہے کہ خود اس کا آلہ کار ہے یا ایسے میڈیا کو اپنا آلہ کار بنا رکھا ہے جو ''من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو'' کا مصداق بنا ہوا ہے۔ کیوں کہ عموما میڈیا اب ہر جگہ اور ہر سطح پر جمہوریت کا چوتھا ستون نہ رہا، بلکہ جمہوریت اور اقوام کا شہنشاہ بن گیا، یا پھر گودی میڈیا اور غلام بن گیا۔ قلم کی نہ آزادی رہی نہ اس کا تقدس رہا اور نہ ہی اس کی کوئی عزت رہی۔ صحافت طہارت وتزکیہ اور عدل وانصاف کی منادکیا بنتی وہ اقتدار، مفاد اور ہوس کا غلام بن کر رہ گئی۔ اس کے وقار وتقدس کو خود اس کے اپنوں نے پامال کیا اور وہ چند ٹکوں کی خاطر غلام بے دام اور نفسانیت کی خوگر بن گئی۔ کچھ اقتدار کی چاکری کررہے ہیں، کچھ شکم پروری کے لیے مر رہے ہیں، کچھ حسد وکینہ وتعصب کے شکار ہیں اور کچھ ذات، مذہب اور مسلک کے جھگڑوں کا اسیر بن کر ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اور اس پیشے کو بدنام کر رہے ہیں۔ اور اولین مخلوق قلم اور اس کے ذریعہ لکھی گئی تحریر کی قسم رب کائنات نے کھائی۔ اس کی عظمت وتقدس کو سر بازار نیلام کررہے ہیں۔

میڈیا ہر سطح پر اپنے کو، اپنے پیشے کو، اپنے معاشرے کو اور اپنے ملک وملت کی شبیہ کو داغدار کرتا اور نقصان پہنچاتا رہا ہے۔ انسانیت اور ملک وملت کی خدمت اور رہنمائی کا کام چھوڑ کر گمراہی اور ضلالت و بدگمانی پھیلانے میں لگا ہے۔ بعضے میڈیا والے اور صحافیان انتہائی درجے گھناؤنے کام، نفرت وتعصب اور شر وفساد کے بیج بوتے ہیں اور حقائق کو چھپا کر پروپیگنڈوں کے ذریعہ ماحول خراب کرتے ہیں، قصورواروں کی وکالت کرکے بے گناہ ثابت کرتے ہیں، مجرموں کے پشت پناہ بنتے ہیں اور انصاف پسندوں، امانت داروں اور اچھے شہریوں پر الزام دھرتے ہیں اور مجرمین کے کٹھہرے میں کھڑا کرتے ہیں اور

حق کو ناحق کردیا جب ہاتھ آیا سو پچاس

اس سے پہلے پولیس والوں کے بارے میں لوگ بے جا ہی گنگنایا کرتے تھے، اب میڈیا اور صحافی حضرات چند ٹکوں میں بک جاتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ پہلے اس مقدس پیشے کو بدنام کرنے والے اکثر بے دین، ملحد اور دنیا پرست و مادہ پرست لوگ ہوا کرتے تھے، مگر اب اس حمام میں بہتیرے ننگے ہوتے جارہے ہیں۔ پھر بھی صحافیوں کی ایک دنیا اب بھی قائم ہے جو ہر طرح کی تکلیفوں کو برداشت کرکے ایمانداری ودیانتداری کے ساتھ اپنے پیشے کے حق کو ادا کررہے ہیں۔ بعض میڈیا کے لوگ مختلف مفادات اور حالات کی وجہ سے غلط خبریں بناتے، پھیلاتے اور نام اور پیسے کماتے ہیں اور دوسروں کا آلہ کار بنتے چلے جاتے ہیں، جن کو دین وایمان اور ملک ومذہب سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا۔

اس لیے اسلام اور مسلمانوں اور ان کے مقدسات اور مدارس و اداروں کو نشانہ بناتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو غلط رنگ دیتے ہیں، ان کی شخصیات وعبادات کا مذاق اڑاتے ہیں اور ان کے خلاف دن رات سازشیں رچتے اور کیس بناتے ہیں۔ مگر ہائے افسوس کہ آج یہ کام مسلمان ایک مسلمان کے خلاف ہر طرح کے ظلم و زیادتی اور جھوٹی، مزور اور غلط خبروں کو تراش کر بلکہ قلب حقائق کر کے اور افترا و بہتان کے ذریعہ اپنے ہی بچے کھچے افراد، اداروں اور شخصیتوں کے اثرات کو ختم کرنے کی سازشیں کرتے نہیں تھکتے اور گودیائی سوشل میڈیا نے تو اس طوفان بدتمیزی کو آسمان تک پہنچا دیا ہے۔ گذشتہ دنوں مجھے فلسطین قضیہ پر ایک بین الملکی اور چند مسلم اور مختلف ادیان و مذاہب کے لوگوں کے ساتھ کانسٹی ٹیوشن کلب دہلی میں بولنے کا موقع ملا۔ ایک اخبار کے موقر مدیر نے اس کے اندر ایسے جملے کا اضافہ کر دیا کہ صحافت اپنا سر پیٹ کر رہ گئی، بعد میں معذرت شائع کی جو "عذر گناہ بدتر از گناہ" کے مصداق تھا، بلکہ فساد فی الارض کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا تھا، انقلاب جیسے معروف اور مشہور اخبار کا کارندہ کہتا ہے کہ اگر حکومت نے مواخذہ کیا تو ہم کچھ ہونے نہیں دیں گے۔ گویا ہم ہی قاتل، ہم ہی مدعی، ہم ہی منصف بھی۔ آہ رے! صحافت کی طہارت و پاکیزگی۔ إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا۔

اس سے قبل مسلم میرر نے بددیانتی کی حد کرتے ہوئے NSA کے یہاں منعقدہ کثیر الجہتی اور امن وسلامتی کی اپیل کرنے والی مجلس میں جہاں ہر دھرم اور خود مسلمانوں کی اہم چودہ جماعتوں کے سربراہان موجود تھے، میری طرف ایسی بات منسوب کر دی جو قلب حقائق و تزویر کی بدترین مثال تھی، اس کے علاوہ بہت سے سفید پوشوں نے بھی یہی حرکت روا رکھی اور برملا کہنا پڑا

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

حالیہ دنوں بھی بہار کی مشہور تاریخی بستی سسوا اجگری میں میرا صدارتی خطاب ہوا، جس میں مسلمانوں کی زبوں حالی وپستی اور پسماندگی کا ذکر اور اس کے اسباب و تدارک کے قبیل سے قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل و پرتاثیر بیان رہا، مگر وہ بات جو پورے فسانے میں جس کا ذکر بھی نہیں تھا وہ پتہ نہیں کیسے بہار کے بہت سے اردو اخبار، اور سنا ہے کہ ہندی اخباروں کی زینت بنی اور لگتا ہے پری پلان کسی سیاسی دینی شعبدہ باز نے باہتمام یہ کام کیا ہے۔ جس میں ایک جملہ کون کہے ایک لفظ میری تقریر کا نہ تھا، بلکہ وہ بات موضوع سخن تھی ہی نہیں، مگر ہائے رے بددیانتی کہ ایک انتہائی بدکردار اور زرد صحافت کے دلدادہ نے اپنے ایک انتہائی بدقماش اور زرخرید صحافی سے ہندی اور اردو میں حقائق کے برعکس اور اصل کے خلاف میری تقریر کے حوالے سے وہ سب کچھ میری طرف منسوب کروایا جو نہ میرا مذہب ہے، نہ اسلوب، نہ طریقہ۔ اس موضوع اور سرکار کو میں نے چھ ہی نہیں کیا، بلکہ مسلمانوں سے سرزد ہونے والی غلطیوں کا تذکرہ نہایت ہی ہمدردانہ، مخلصانہ، حکیمانہ و واعظانہ انداز میں کیا، پھر کہاں سے آ گیا کہ حکومت کے اس کالا قانون کی مذمت کرتے ہیں....

ہم ہر وقت نصیحت کرتے رہتے ہیں کہ کوئی بھی بات کسی کے سلسلے میں احتیاط اور ناپ تول اور سنبھل کر کیا کرو کیونکہ مبادا کوئی تمہاری بات پر بات کو بات کا بتنگڑ نہ بنا دے۔ لیکن بددیانتی انتہا کو پہنچی ہوا اور سرے سے خبر ہی گھڑ لی گئی ہو تو پھر اللہ ہی حافظ ہے۔ راحت نے بجا کہا تھا۔

بن کے اک حادثہ بازار میں آجائے گا
جو نہیں ہوگا وہ اخبار میں آجائے گا

تمام احباب و مخلصین کا مشورہ تھا کہ اس بدبخت کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے، یا کم از کم اس کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی جائے، مگر اس نے صرف ایک دو اردو اخبار میں صراحت سے اپنے اس غلط اور تزویر و کذب وافتراء پر مبنی تحریر کی تغلیط کی اور کثرت مشاغل، اوقات کے ضیاع کے پیش نظر کسی غریب کی سرزنش کے لئے اسی پر اکتفا ہوا، ورنہ وہ کیفر کردار تک پہنچائے جانے کے لائق تھا، لیکن بقول عربی شاعر:

ولو أن كل كلب عوى القمته حجرا
لا صبح الحجر أثمن من الذهب

ہر بھونکنے والے کتے کی ہر بھونک و چلاہٹ پر پتھر برساؤ گے تو پتھر بھی سونے کے بھاؤ بکنے لگیں گے، بلکہ اس سے بھی زیادہ پتھر بیش قیمت ہو جائیں گے۔ حد تو یہ ہے کہ ایک ایسا انسان جو جان کی بازی بھی میرے لئے لگاتا تھا (جزاہ اللہ حسب ہواہ) اس کو پتہ نہیں چند لوگوں نے ابھارا یا اچھا بننے یا ناموری پانے کی ترنگ میں اللہ جل شانہ، بہتر جانتے ہیں۔ ایک صلح نامہ پر ایک دستاویز بلاوجہ تیار کرائی اور پہلے جن گندوں نے گندگی جمعیت کے خلاف خود پیدا کر کے پھیلائی تھی اس کی صفائی کے نام پر مزید متعفن وسڑاند مردار کے ساتھ اسے

گھور بنانے کی کوشش کی اس میں ایسی بے سروپا باتیں اور خود ومن گھڑت مالیاتی کمیٹی جس کی وہ خود تردید کرنے اور اس پر غصہ دکھانے اور تردید شدید کا مظاہرہ کرنے کے باوجود محاسبہ جاتی کمیٹی گھڑ کر داخل دستاویز کرادیا "لعنة الله على الكاذبين" مرتب نے باتوں باتوں میں بتایا کہ کچھ باتیں بعد میں ایڈ کرائی گئیں۔ واللہ المستعان۔ناظم مالیات اورناظم اعلیٰ نے یہ دیکھ کر سر پیٹ لیا،اورتردید بھی لکھ دی مگر آج کل کوئی بدقماش خودساختہ صلح نامہ جعلی دستاویز کا چرچا کررہاہے۔اللہ سب کوہدایت دے۔

نیز اہل ایمان کی شان یہ ہے کہ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔"(سورہ فرقان:۷۲) اور یہ تو روز روز ہمارے ساتھ ہوتا ہی رہتا ہے، جو مومن کے لئے ایک بڑی آزمائش ہے۔مگر بعض دفع ان افتراءات اور کذبات سے عوام وخواص کے غلط فہمی اور بیجا فتنہ میں پڑنے کے واقعات پیش آجاتے ہیں تو لب کشائی مجبوری بن جاتی ہے۔اللہ جل شانہ صبر عطا فرمادیں اورعزم وہمت کا سامان کردیں تو یہ بڑی بات ہوگی،ورنہ ہم جیسے کمزور انسان!والله المستعان وعليه التكلان ونعوذ بالله من الشيطان من الجنة والانسان.

قرآن کریم میں ہمارے رب نے فرمایا ہے کہ تم مال وجان، ہر طرح کی آزمائش میں مبتلا کئے جاؤ گے، وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمْوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْن "اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے،مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کوخوشخبری دیدیجئے۔"(البقرہ:۱۵۵)

ایسے میں یہ سب تو ہونا ہی ہے،اگر مومن ہیں،لیکن آیت کے الفاظ پرغور کروتو وہ تکلیف جوغیروں سے پہنچ سکتی تھی،افسوس کہ آج یہ سب ساری دنیا میں مسلمان بھائی اپنے بھائی کے ساتھ کررہاہے، جو کسی حیوان کے ساتھ روانہ تھا، اس کے دین دھرم اورانسانیت کی لغت میں بلکہ محض حرام تھا، لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُواْ أَذًى كَثِيْراً وَإِن تَصْبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الأُمُور "یقیناً تمہارے مالوں اورجانوں سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے۔اور مشرکوں کی بہت سی دکھ دینے والی باتیں سننی پڑیں گی۔اگر تم صبر کرلو اور پرہیز گاری اختیار کرلو تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔"(آل عمران:۱۸۶)

ہر کسی کی خبر پرمت کان دھرنا اے عزیز
آج کل کے ڈھیر سارے خبرداں مکّار ہیں

☆☆☆

## پروفیسر مولانا ساجد میر صاحب کا انتقال

**جماعت وانسانیت کا عظیم خسارہ:** یہ خبر نہایت ہی افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ داعی کتاب وسنت،شیدائی توحید ورسالت،صاحب فکر وتدبر، ماہر علوم وفنون ، رمز شناس سیادت وقیادت سربراہ جمعیت وجماعت، رہنمائے قوم وملت،صائب الرائے، ہر طبقے میں مقبول وہردلعزیز اوراتحاد واتفاق کے لیے معروف مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر پروفیسر مولانا ساجد میر صاحب کا گزشتہ دنوں طویل علالت کے بعد بعمر تقریبا86 سال انتقال ہوگیا،اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بزرگ عالم دین پروفیسر ساجد میر صاحب عاجزی وانکساری،حلم وبردباری،علم دوستی ،ملت نوازی اور وسطیت واعتدال پسندی کے لئے معروف تھے۔ متحدہ ہندوستان میں ان کے خانوادے کا شمار دین وملت اور جماعت کے عظیم شہسواروں میں ہوتا تھا۔ان کے جد امجد حکیم الامت علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمہ اللہ قوم وملت کے ان رہنماؤں اور قافلہ سالاروں میں سے تھے جن پر قوم وملت اور جماعت کو بھرپور اعتماد تھا اور جن کے علمی دبدبہ،اعلی صلاحیت ،فکر وفہم،اورعزم وحوصلہ پر وقت کے اکابر اصحاب فضل وکمال کا اتفاق تھا۔ پروفیسر ساجد میر صاحب دادا کے قدم پر تو نہیں مگر نقش قدم پر ضرور تھے جوافق فضل وکمال پر ستارہ بن کر نمودار ہوئے تھے اور آفتاب بن کر چمکے تھے۔ان کا انتقال پوری جماعت وملت اور انسانیت کے لئے عظیم سانحہ اور خسارہ ہے۔اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، خدمات کوشرف قبولیت بخشے اور صدقہ جاریہ بنائے، پسماندگان کوصبر جمیل کی توفیق بخشے، جمعیت وجماعت کوان کانعم البدل عطا فرمائے۔خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

(دعا گو:اصغر علی امام مہدی سلفی،امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

**انتقال پر ملال:** یہ خبر نہایت ہی رنج وغم کے ساتھ دی جاتی ہے کہ ۳۰/اپریل ۲۰۲۵ء بروز جمعرات مولانا عبدالحنان جلالپوری ہریانوی کا سعودیہ کی راجدھانی ریاض میں ۱۱/بجے سعودی وقت کے مطابق انتقال ہوگیا ہے۔اناللہ وانا الیہ راجون۔اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین ۔مرحوم کے پسماندگان میں ۳/بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔(عبدالسبحان جلالپور) ☆☆

مولانا ابومعاویہ شارب السّلفی

# کیا ہم متقی بن گئے؟

رمضان کے اختتام پر مسلمان اپنا جائزہ لیں اور اپنا محاسبہ کریں کہ اس نے اس رمضان میں کیا کھویا اور کیا پایا؟ کیا اس نے اس رمضان میں عبادتوں کو انجام دیا یا نہیں؟ یہ سوچو کہ کیا اس رمضان میں ہماری مغفرت ہوئی یا نہیں؟ یہ سوچو کہ کیا ہماری عبادتیں قبول ہوئیں یا نہیں؟ آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ ہماری عبادتیں قبول ہوئیں یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ نیکیوں کو انجام دینے کے بعد نیکیوں پر جمے رہنا یہ نیکیوں کے قبول ہونے کی علامت ونشانی ہے اور نیکیوں کو انجام دینے کے بعد پھر نیکیوں سے دور ہوجانا یہ نیکیوں کے مردود اور نا قابل قبول ہونے کی علامت ونشانی ہے، اب فیصلہ آپ خود کرلیں کہ آپ کی نیکیاں قبول ہوئیں یا پھر مردود ہوگئیں؟ اس سلسلے میں امام کعبؒ فرماتے ہیں کہ ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَهُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ أَنَّهُ إِنْ أَفْطَرَ رَمَضَانَ أَنْ لَا يَعْصِي اللهَ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا حِسَابٍ وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَهُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ أَنَّهُ إِذَا أَفْطَرَ عَصَى رَبَّهُ فَصِيَامُهُ عَلَيْهِ مَرْدُوْدٌ“ جس شخص نے رمضان کے روزے اس نیت سے رکھے کہ وہ بعد رمضان اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا تو وہ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوگا (ان شاءاللہ) اور جس نے رمضان کے روزے اس نیت وارادے سے رکھے کہ وہ بعد رمضان اللہ کی نافرمانی کرے گا تو ایسے آدمی کا روزہ نا قابل قبول ہے۔ (تفسیر ابن رجب حنبلیؒ: 1/136)

غور کیجئے کہ کہیں ہم نے اپنی نیکیوں کو برباد تو نہیں کرلیا؟ یہ رمضان کا مہینہ تو اللہ نے ہمیں اسی لئے دیا تھا کہ ہم متقی بن کر اپنی نیکیوں کو شرف قبولیت سے بخشوا لیں کیونکہ اللہ رب العزت نے یہ اعلان کردیا ہے کہ میں صرف متقیوں کے ہی نیکیوں کو شرف قبولیت بخشتا ہوں جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ”إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ“ اللہ تقوی والوں ہی کا عمل قبول کرتا ہے۔ (المائدۃ: 27) سنا آپ نے کہ اللہ تقوی والوں کے عملوں کو ہی شرف قبولیت سے بخشتا ہے، کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ ”أَلتَّقْوىٰ مِفْتَاحُ الْقَبُوْلِ فِيْ كُلِّ عَمَلٍ“ کہ تقوی ہر عمل کے قبولیت کی کنجی ہے۔ (دقائق تفسیر یہ از علامہ جلال الدین قاسمی حفظہ اللہ: ص149) اور متقی بنانے کے لئے ہی تو رب العزت نے ہمارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے جیسا کہ ماہ رمضان میں آپ نے یہ آیت بار ہا سنی ہوگی بلکہ آپ کو یاد بھی ہوگئی ہوگی کہ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ“ اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔ (البقرۃ: 183) روزے کا مقصد واصل یہی تقوی ہے، الحمدللہ ہم سب نے رمضان کے مہینے میں 29/30 روزے رکھے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم متقی بن گئے ہیں؟ کیا رب العزت نے جس مقصد کے لئے ہمارے اوپر روزے کو فرض کیا تھا، کیا ہم نے روزے کے اس مقصد کو حاصل کرلیا ہے؟ روزے کا مقصد تقوی ہے۔ تقوی کی تعریف کرتے ہوئے سیدنا علیؓ نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ ”التَّقْوىٰ هِيَ الْخَوْفُ مِنَ الْجَلِيلِ وَالْعَمَلُ بِالتَّنْزِيلِ وَالْقَنَاعَةُ بِالْقَلِيلِ وَالاسْتِعْدَادُ لِيَومِ الرَّحِيلِ“ تقوی اللہ سے ڈرنے، قرآن کے مطابق زندگی گذارنے تھوڑے پر راضی برضا رہنے اور آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرنے کا نام ہے۔ (دروس عائض القرنی: 14/3) سیدنا علیؓ نے کہا کہ اگر یہ چار چیزیں تمہارے اندر ہیں تو تم متقی ہو۔ (دروس الشیخ سعید بن مسفر: 70/14) تو اب آپ یہ خود فیصلہ کرلیں کہ کیا آپ کے اندر یہ چار چیزیں پائی جارہی ہیں؟

اسی طرح سے سیدنا ابن مسعودؓ نے اس تقوی کی کچھ اس طرح سے تعریف کی کہ ”أَنْ يُطَاعَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فَلَا يُعْصٰى وَأَنْ يُذْكَرَ فَلَا يُنْسٰى وَأَنْ يُشْكَرَ فَلَا يُكْفَر“ تقوی یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اللہ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے اور اسے بھولا نہ جائے اور اللہ کا شکر بجالایا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔ (دروس عائض القرنی: 32/15) اصل تقوی تو یہ ہے کہ انسان رب کو ہمیشہ یاد رکھے، اب جو انسان رمضان میں اپنے رب کی عبادت وبندگی کرتا تھا مگر بعد رمضان اپنے رب کو بھول گیا تو کائنات کے رب کی قسم! وہ انسان متقی نہیں ہے اور نہ ہی رمضان سے اسے کچھ فائدہ حاصل ہوا۔

اسی طرح سے علامہ ابن رجبؒ کہتے ہیں کہ بعض علماء نے تقوی کی یہ تعریف کی ہے کہ تقوی تمام کبیرہ وصغیرہ گناہوں کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔ (دروس عائض القرنی: 14/3) اسی بارے میں کسی عربی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا وَكَبِيْرَهَا ذَاكَ التُّقٰى وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ أَرْضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرىٰ تم ہر چھوٹے بڑے گناہوں کو چھوڑ دو کیونکہ یہی اصل تقوی ہے، اور دنیا میں اس طرح سے رہو جس طرح سے کانٹوں کی راہوں پر چلنے والا شخص اپنا قدم پھونک پھونک کر رکھتا ہے۔ (دلیل الواعظ الی ادلۃ المواعظ: 1/546) سبحان اللہ! تقوی کی کتنی بہترین تعریف کی گئی ہے۔

اسی طرح سے تقوی کی تعریف کرتے ہوئے امام حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ متقی وہ ہے جو اللہ کے حرام کردہ چیزوں سے بچے اور فرائض پر عمل کرے۔(دروس للشیخ سعید بن مسفر :70/14) اب آپ خود یہ فیصلہ کرلیں کہ رمضان کے بعد آپ فرض نمازوں کو ادا کررہے ہیں یا نہیں! اگر بعد رمضان آپ مسلسل نمازوں کے پابند رہیں تو الحمد للہ آپ متقی ہیں ورنہ بھوک وپیاس کی شدت کو برداشت کرکے بھی آپ کو کچھ نہ ملا۔

اسی طرح سے خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے تو تقوی کی کیا ہی خوب تعریف کی ہے وہ کہتے ہیں کہ تقوی یہ صرف روزہ رکھنے اور قیام اللیل ودیگر نیکیوں کو انجام دینے کا نام نہیں ہے بلکہ تقوی تو یہ ہے کہ اللہ نے جن جن چیزوں کو حرام کیا ہے اس کو چھوڑ دیا جائے اور اللہ نے جن جن چیزوں کو فرض کیا ہے اس کو بجالایا جائے، تقوی اس چیز کا نام نہیں ہے کہ انسان نماز بھی پڑھے اور چھوڑے بھی، انسان روزے بھی رکھے اور چھوڑے بھی، یعنی کبھی نیکی کرے اور کبھی نہ کرے، بلکہ تقوی تو یہ ہے کہ تم ہر وقت اللہ کی اطاعت وبندگی میں زندگی گذارو اور ہر طرح کی اللہ کی نافرمانی کو چھوڑ دو۔(دروس الشیخ سعید بن مسفر :70/14) میرے دوستو! تقوی کی تعریفوں کو پڑھنے کے بعد ذرا سوچئے کہ کیا رمضان کے روزوں ونمازوں کو ادا کرنے کے بعد ہم ایسے بن پائے ہیں؟ کیا ہمارے اندر یہ سب صفتیں پیدا ہوئیں؟ اگر ہم ایسے بن گئے ہیں اور ایسی صفتیں ہمارے اندر پیدا ہوگئیں تو الحمد للہ بہت اچھی بات ہے، اس پر آپ اللہ کا شکر بجالائیں اور اگر ہم ایسے نہ بن سکے ہیں تو پھر ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے۔ انہیں باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حبیب کائنات ومحبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ”رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ “ کتنے ایسے روزے دار ہیں جنہیں بھوک وپیاس کی شدت وتکلیف کو برداشت کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہ ملے گا۔(ابن ماجہ:1690، صحیح الجامع للألبانیؒ:3488) اللہ کی پناہ! اللہ ہم سب کو ایسے لوگوں میں شامل ہونے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

تقوی ہی پورے دین اور ساری عبادتوں کا خلاصہ وماحصل ہے جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ “ میں تمہیں تقوی اپنانے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہی تقوی ہر چیز کی اصل وبنیاد ہے۔(احمد:11774، الصحیحۃ:555) تقوی ہی ہر چیز کی اصل ہے یعنی دین کا خلاصہ یہ تقوی ہے، تمام عبادتوں کا ماحصل تقوی ہے، نماز وروزے، زکاۃ وصدقات اور حج وقربانی وغیرہ ان تمام عبادتوں کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے کہ ہم متقی بن جائیں مگر افسوس صد افسوس برسوں سے ہم ان تمام عبادتوں کو بجالاتے ہوئے زندگی گذار رہے ہیں مگر ہمارے اندر نہ تو تقوی کی صفت پیدا ہو پاتی ہے اور نہ ہی ہم کبھی متقی بن پاتے ہیں؟ آخر کیوں؟ ہر انسان اس سوال کا جواب اپنے آپ سے حاصل کرے کہ آخر وہ اتنی ساری عبادتوں کو انجام دینے کے بعد بھی متقی کیوں نہیں بن پارہا ہے؟

اللہ نے ہمارے اوپر روزے فرض کئے تاکہ ہم متقی بن جائیں:

کیونکہ اللہ کی محبت ومعیت اور نصرت ورحمت یہ صرف متقیوں کے لئے ہی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے کہ ”إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ“ یقین مانو کہ اللہ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔(النحل:128) کہیں اللہ نے فرمایا کہ ”وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ “ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔(البقرۃ:194) کہیں اللہ نے فرمایا کہ ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ“ بلاشبہ اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔(التوبۃ:4) کہیں اللہ نے فرمایا کہ ”وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ “ اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے تو میں وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔(الاعراف:156) کہیں اللہ نے فرمایا کہ ”وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ “ اور پرہیزگاروں کا رفیق اللہ ہے۔(الجاثیۃ:19) صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ رب العزت نے یہ اعلان کردیا ہے کہ میری نظر میں باعزت ومکرم شخص بھی متقی ہی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ”إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ“ اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔(الحجرات:13) نصرت الہی کا حقدار بھی متقی، محبوب الہی اور رحمت الہی کا حقدار بھی متقی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی ولایت ودوستی کا حقدار بھی متقی۔

جنت یہ صرف متقیوں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ”وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ “ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔(آل عمران:133) جنت بھی اور جنت کے تمام حور وغلمان اور دیگر ناز ونعمت بھی یہ صرف متقیوں کے لئے ہی رکھی گئی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ”إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا، حَدَائِقَ وَأَعْنَابًا، وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا، وَكَأْسًا دِهَاقًا، لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا، جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا “ یقیناً پرہیزگار لوگوں کے لئے کامیابی ہے، باغات ہیں اور انگور ہیں، اور نوجوان کنواری ہم عمر عورتیں ہیں، اور چھلکتے ہوئے جام (شراب) ہیں، وہاں نہ تو وہ بے ہودہ باتیں سنیں گے اور نہ ہی جھوٹ سنیں گے، (ان کو) تیرے رب کی طرف سے (ان کے نیک اعمال کا) یہ بدلہ ملے گا جو کافی انعام ہوگا۔(النبا:31-36) کہیں اللہ نے فرمایا کہ اے لوگوں سن لو! قیامت کے دن اعزاز وتکریم کے ساتھ صرف اور صرف متقیوں کو ہی جمع کیا جائے گا اور بدکاروں، فاسقوں وفاجروں اور بے نمازیوں کو تو بس جانوروں کی طرح ہانکتے ہوئے جمع کیا جائے گا، فرمان باری تعالی ہے ”يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ

وَفْدًا،وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وِرْدًا " جس دن ہم پرہیزگاروں کو اللہ رحمان کی طرف بطور مہمان جمع کریں گے، اور گناہگاروں کو سخت پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔(مریم:85-86) متقیوں کے ساتھ عزت وتکریم کا بھی اعلان اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں کردیا ہے کہ "وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَائُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ، وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ " اور جولوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے ان کے گروہ کے گروہ جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آجائیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ ہو، تم اس میں ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ، یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمیں کا وارث بنادیا کہ جنت میں جہاں چاہیں رہیں، پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔(الزمر:73-74)

حبیب کائنات ومحبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کردیا ہے کہ اے میری امت کے لوگوں سن لو جنت میں سب سے زیادہ لوگ اسی تقوی کی وجہ سے ہی جائیں گے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ "سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الجَنَّةَ " آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ کس بنیاد پر لوگ سب سے زیادہ جنت میں جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ "تَقْوَى اللَّهِ وَحُسْنُ الخُلُقِ" تقوی اور عمدہ اخلاق، (ترمذی:2004،الصحیحۃ:977) پل صراط جیسے کٹھن مرحلے سے آسان گذرنا بھی متقیوں کے نصیب میں ہی ہوگا جیسا کہ وعدۂ الٰہی ہے "وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا،ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا" تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی فیصل شدہ امر ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچالیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔(مریم:71-72) اللہ کی پناہ! یہ پل صراط کے معاملے کو آپ ہلکا اور آسان نہ سمجھیں، یہ کتنا کٹھن مرحلہ ہوگا اس کا اندازہ آپ صرف اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جب جہنم کے اوپر پل صراط کو رکھا جائے گا تو اس وقت سارے کے سارے انبیاء ورسل یہی کہہ رہے ہوں گے کہ "اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ،اللَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ" اے اللہ! تو مجھے بچالے، اے اللہ! تو مجھے بچالے (احمد:7927)

اِس جہاں اور اُس جہاں کی کامیابی اسی تقوے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے "وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ " جو بھی اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔(النور:52) اور تو اور ہے متقیوں کے لئے اللہ رب العزت کا یہ وعدہ بھی ذرا سن لیں کہ "أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ، الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ، لَهُمُ الْبُشْرى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ" یادرکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے، ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے، اللہ کی باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ بڑی کامیابی ہے۔(یونس:62-64) سنا آپ نے کہ جو متقی بن جائے گا وہ اللہ کا ولی ہے اور ایسے ہی لوگ دنیا وآخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

آج ہر چہار جانب سے مسلمان کس مپرسی کی حالت میں خوف وہراس اور مایوسی وقنوطیت کے ساتھ زندگی گذارنے پر مجبور ہو چکا ہے، اور ایسا صرف اور صرف مسلمانوں کے خود کرتوت واعمال کی وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ اللہ رب العزت کی ہرگز ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ مسلمان اس طرح سے ذلیل ورسوا ہو بلکہ اللہ رب العزت تو ہماری جان ومال اور عزتوں کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، تبھی تو اس ذات باری تعالی نے ہمیں ماہ رمضان عطا کیا اور ماہ رمضان عطا کر کے اللہ رب العزت نے ہمیں یہ پیغام دے دیا تھا کہ اے مسلمانو! دیکھو ہم نے تمہارے اوپر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں تاکہ تم متقی بن جاؤ اور جب تم متقی بن جاؤ گے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں آنکھ نہیں دکھا سکے گی، کیونکہ اس وقت میری خاص مدد اور میرا خاص پروٹوکول تمہیں حاصل ہوجائے گا اور تمہاری نصرت ومدد کے لئے فرشتے حاضر ہوجایا کریں گے پھر کوئی بھی طاقت وقوت تمہارا بال بھی بیکا نہ کرسکے گی، فرمایا "وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا " تم اگر صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔(آل عمران:120) پھر آگے اسی سورہ میں چند آیتوں کے بعد رب العزت نے یہ وعدہ کیا کہ اے مسلمانوں سن لو! "بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ " کیوں نہیں، بلکہ اگر تم صبر وپرہیزگاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا۔(آل عمران:125) سنا آپ نے اللہ کا وعدہ کہ تم متقی بن جاؤ تمہاری مدد کے لئے آسمان سے میں فرشتوں کو نازل کروں گا۔ سبحان اللہ۔ کتنا رحیم وکریم ہے ہمارا رب کہ وہ ہمیں دشمنوں کے حملوں اور نرغوں سے نکلنے کے راستے تو واضح اور دوٹوک الفاظ میں بتا رہا ہے مگر آج کا یہ بدبخت مسلمان ہے جہاں ایک طرف رمضان کے مہینے میں بھی روزہ نہیں رکھتا ہے بلکہ کچھ لوگ تو روزے کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں کھاتا پیتا روزہ ہوں۔ استغفر اللہ۔ وہیں دوسری طرف اکثر لوگ رمضان میں روزہ رکھ

کراور نمازیں ادا کر کے پھر سے بے نمازی اور پاپی بن جاتے ہیں تو اللہ کا عذاب نہیں آئے گا تو کیا آئے گا؟ اللہ مسلمانوں کے اوپر دشمنوں کو مسلط نہیں کرے گا تو کیا کرے گا؟ اللہ مسلمانوں کو ڈر وخوف میں مبتلا نہیں کرے گا تو کیا کرے گا؟ آج ہم مسلمان اپنے اعمال وکرتوت سے ہی اپنے رب کو ناراض کر چکے ہیں جس کا نتیجہ ہم اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اگر تمہیں اپنے زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کی نصرت ومعیت، اس کی رحمت اور فرشتوں کی مدد چاہیئے تو پھر متقی بن جاؤ، رب کی رحمتیں وعنایات تم پر نچھاور ہو جائیں گی جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے "وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر وبرکت والی، سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تا کہ تم پر رحمت ہو۔ (الانعام:155)۔ اللہ سے دعا کرلیں کے اے بار الٰہ تو ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے متقی بنادے اور ہم پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

قرآن کا مطالعہ کرنے سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ متقی ہوتے ہیں انہیں اللہ رب العزت اس وقت بھی بچالیتا ہے جس وقت پوری قوم وملت عذاب سے دوچار ہوتی ہے، اگر آپ کو میری اس بات پر یقین نہ ہو رہا ہو تو پھر ذرا سورہ نمل کو ترجمہ کے ساتھ پڑھیے، آپ کو اس سورہ کے اندر قوم ثمود کی ہلاکت وبربادی کے واقعے کے ضمن میں یہ بات ضرور بالضرور لکھی ہوئی ملے گی کہ اللہ نے قوم ثمود کو ہلاک وبرباد کردیا، فرمایا "أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ، فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ" کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو سب کو غارت کردیا، یہ ہیں ان کے مکانات جو ان کے ظلم کی وجہ سے اجڑے پڑے ہیں، جو لوگ علم رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں بڑا نشان عبرت ہے، اب ذرا غور فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے تو ان سب قوم کو ہلاک وبرباد تو کردیا مگر اسی قوم کے بیچ میں حضرت صالح اور دیگر مومنین بھی تھے جنہیں اللہ نے ہر طرح کے جانی ومالی نقصان اور عذاب سے محفوظ رکھا، اور کیوں رکھا اس کی وجہ کا اعلان کرتے ہوئے رب نے فرمایا کہ "وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ" ہم نے ان کو جو ایمان لائے تھے اور پرہیزگار تھے بال بال بچالیا۔ (النمل: 51-53)۔ صرف ایک مہینہ اللہ کی عبادت وبندگی کرنے سے نہ تو ہم متقی بن سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ ہم سے راضی ہوگا اور نہ ہی اللہ کی مدد ونصرت ومدد ملے گی، اگر ہمیں اللہ مدد چاہیئے تو پھر اس کے لئے متقی بننا پڑے گا اور متقیوں کی سب سے اہم صفت وپہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ نمازوں کی پابندی کرنے والے ہوتے ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے "الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ" کہ متقی وہ لوگ ہیں جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (البقرۃ:3)

ہمارے رب کی شان وعظمت یہ ہے اور ہمارا رب اس لائق ہے کہ ہم اس کی تادم حیات عبادت وبندگی کریں اور یہی حکم ہمارے نام ہمارے رب کا ہے کہ ہم تادم حیات اس کی عبادت وبندگی کریں جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ" اور اپنے رب کی عبات کرتے رہو یہاں تک کہ تم کو موت آ جائے۔ (الحجر:99) ہم کو اور آپ کو اپنی موت تک نماز کی پابندی کرنی ہے، اور اگر ہم اپنی موت تک اللہ کی عبادت وبندگی کریں گے تو اس میں صرف اور صرف ہمارا بھلا ہے وہ اللہ رب العزت کی ذات اقدس ومقدس ہماری ہر طرح کی عبادتوں سے بے نیاز ہے، فرمان باری تعالی ہے "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ" جو شخص نیک کام کرے گا تو اپنے نفع کے لئے اور جو برا کام کرے گا (تو) اس کا وبال بھی اسی پر ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ (فصلت:46) اللہ ہماری عبادتوں کا محتاج نہیں ہے، اس کی عبادت وبندگی کرنے کے لئے تو ساری کائنات کی مخلوق، شجر وحجر، چرند وپرند، جمادات ونباتات اور بے شمار ولا تعداد اور ان گنت فرشتے موجود ہیں، ہماری عبادت وبندگی کرنے اور نہ کرنے سے اس کی بادشاہت میں کمی وبیشی نہیں ہوسکتی ہے اور اس بات کا اعلان خود اس ذات باری تعالی نے اپنے محبوب جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے حدیث قدسی میں کردیا ہے۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! (تم میں اتنی طاقت وقوت نہیں کہ) تم مجھے نفع ونقصان پہنچا سکو اور نہ ہی تم مجھے نفع ونقصان پہنچا سکتے ہو! اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر، انس وجن سب مل کر اس ایک شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں سب سے زیادہ اللہ کا ڈر ہو تو یہ بات بھی میری بادشاہت وسلطنت میں کوئی اضافہ نہیں کرسکتی، اے میرے بندو! اور اگر تمہارے اول وآخر، انس وجن سب کے سب اس ایک شخص کی طرح ہو جائیں جو کائنات کا سب سے زیادہ فاسق وفاجر ہوتا ہے تو یہ بات بھی میری بادشاہی وفرمانروائی میں کوئی کمی نہیں کرسکتی۔۔۔۔ الحدیث۔ (مسلم:2577) اگر ہم اور آپ اپنی بھلا چاہتے ہیں اور دنیا وآخرت کی ہر ذلت ورسوائی سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں تو پھر ہمیشہ اللہ کی عبادت وبندگی کرتے رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی بات کی تعلیم دی ہے کہ ہم اللہ سے اپنے لئے تقویٰ کا سوال کریں اور یہ دعا کریں کہ اے اللہ تو ہم سب کو متقی بنا دیں، سب سے پہلی دعا "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالتُّقَى وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى" اے اللہ! میں تجھ سے اپنی ہدایت اور اپنی پرہیزگاری اور اپنی پاکدامنی اور اپنی بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم، صحیح ابن ماجہ للألبانی 3832) اور دوسری دعا یہ ہے کہ "اللَّهُمَّ آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا" اے اللہ! میرے نفس کو تقوی وپرہیزگاری عطا فرما اور اسے پاک کردے، تو ہی سب سے بہتر اسے پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا ولی اور مالک ہے۔ (مسلم:2722) آپ ان دونوں دعاؤں کا ہمیشہ اہتمام کرتے رہا کریں اور اگر آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ تو رب کی تمام رحمتوں اور برکتوں کے حقدار ہو جائیں گے۔ ☆☆

# عیدالاضحیٰ - احکام ومسائل

حافظ صلاح الدین یوسفؒ

عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم یارسول الله ماهذه الاضاحی قال سنة ابیکم ابراهیم. (رواہ احمد وابن ماجہ،مشکوۃ باب فی الاضحیۃ)

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''یہ قربانیاں کیا ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔''

**قربانی کی اہمیت**: عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من وجد سعة لان یضحی فلم یضح فلا یحضر مصلانا. (الترغیب ج۲ص۱۵۵)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربانی کی استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں حاضر نہ ہو''۔

**عیدالاضحی کا بہترین عمل**: عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم. (مشکوۃ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی والے دن اللہ کو کوئی عمل اتنا زیادہ محبوب نہیں جتنا خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) کا عمل ہے۔''

**قربانی سنت مؤکدہ ہے**: قربانی واجب ہے یا سنت؟ محدثین اس کے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے آکر سوال کیا: الاضحیة واجبة هی (کیا قربانی واجب ہے؟ اس کے جواب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ضحی رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمون. (جامع ترمذی ج اص۱۸۲)

''آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور تمام مسلمان کرتے رہے''۔ سائل نے اپنے خیال میں اس جواب کو ناکافی سمجھ کر پھر سوال کو دہرایا۔ آپ نے اس کے دوبارہ سوال کا پھر یہی جواب دیا۔ اس پر امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ والعمل علی هذا عند اهل العلم ان الاضحیة لیست بواجبة ولکنها سنة من سنن النبی ﷺ (حوالہ مذکور) یعنی ''اہل علم کا عمل اسی پر ہے کہ قربانی ضروری نہیں بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے'' تاہم اس سنت کا مؤکدہ ہونا اس سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ میں رہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر قربانی کرتے رہے۔ اقام رسول الله ﷺ بالمدینة عشر سنین یضحی. (رواہ الترمذی)

**عیب دار جانور، جن کی قربانی جائز نہیں**: عن علی قال امره رسول الله ﷺ ان نستشرف العین والأذن وان لا نضحی بمقابلة ولا مدابرة ولا شرقاء ولا خرقاء. (مشکوۃ)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جانور قربانی میں ذبح نہ کیے جائیں۔''

مقابلہ: جس کے کان اوپر کی جانب سے کٹے ہوئے ہوں۔

مدابرۃ: جس کے کان نیچے کی طرف سے کٹے ہوئے ہوں۔

شرقاء: جس کے کان چرے ہوئے ہوں لمبائی میں

خرقاء: جس کے کان میں گول سوراخ ہو۔

نهی رسول الله ﷺ ان نضحی باعنب القرن والاذن. (مشکوۃ)

جس جانور کا نصف یا زیادہ سینگ اندرونی حصہ سے چلا گیا ہو۔

جس جانور کا کان کٹا ہوا ہو۔

ان رسول الله ﷺ سئل ماذا یتقی من الضحایا فاشار بیده فقال اربعا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضة البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی. (مشکوۃ)

لنگڑا جانور، جس کا لنگڑا پن بالکل ظاہر ہو۔

کانا (بھینگا) جانور جس کا کانا پن واضح ہو۔

بیمار جانور، جس کی بیماری بالکل نمایاں ہو۔

کمزور اور لاغر جانور، جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو۔

لا یجوز من البدن العوراء ولا العجفاء. (الطبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد ج:۴ص:۱۹)

وہ جانور جس کو خارش (کھجلی) ہو۔

وہ جانور جس کا تھن کٹا ہوا ہو۔

**نھی رسول اللہ ﷺ عن المصفرۃ والمستاصلۃ والبخقاء والمشیعۃ والکسراء.** (مرعاۃ ج۲ص:۳۶۱)

مصفرۃ: جس کا کان اکھاڑ دیا گیا ہو اور اس کا سوراخ باقی ہو۔

مستاصلۃ: جس کا سینگ جڑ سے نکال دیا گیا ہو۔

بخقاء: جس کی آنکھوں کی بصارت زائل ہو گئی ہو۔

مشیعۃ: اتنا کمزور جو ریوڑ کے ساتھ چلنے پر بھی قادر نہ ہو۔

کسراء: جو بوجہ کمزوری کے کھڑا نہ ہو سکے یا پاؤں ٹوٹ جانے کی وجہ سے چل نہ سکے۔

**قربانی کا جانور مسنہ ہو:** آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لاتذبحوا الا مسنۃ ۔رواہ مسلم۔(مشکوۃ ص:۱۲۷) یعنی ''صرف دو دانتا جانور کی قربانی کرو''

اس حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بکرا بکری، اونٹ وغیرہ دو دانتے ہونے ضروری ہیں۔ ہاں بھیڑ کا جذعہ دو دانتا نہ ہو تو قربانی میں ذبح کیا جا سکتا ہے لیکن یہ جذعہ ایک سال سے کم نہ ہو۔

**ایک ضروری وضاحت:** خیال رہے کہ مسنہ کا مطلب بڑی عمر کا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ جانور (بکرا اور اونٹ وغیرہ) جو دو دانت نکال لیں۔ اور مختلف ملکوں کے اعتبار سے جانوروں کے دو دانتا ہونے میں سالوں کا فرق واقع ہوا ہے۔ مثلا کسی ملک میں بکری دو سال کے بعد تیسرے سال میں دو دانت نکالتی ہے جبکہ ہمارے ملک میں بالعموم دوسرے سال میں دو دانتا ہو جاتی ہے۔ اونٹ پانچ سال کے بعد چھٹے سال میں دو دانتا ہو جاتا ہے اس لیے قربانی کے ان جانوروں میں سالوں اور عمروں کا اعتبار نہیں۔ بلکہ مسنہ (دو دانتا) ہونا ضروری ہے وہ جب بھی ہو۔

**خصی ہونا عیب نہیں ہے:** خصی جانور کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔ **ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین املحین موجوئین** (الحدیث، سنن ابی داؤد ج:۲ص:۳۰)

**اگر تعیین کے بعد عیب دار ہوجائے؟** اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی نمایاں اور واضح عیب پیدا ہو جائے مثلا نصف سے زیادہ کان کٹ گئے۔ کانا ہو گیا یا ظاہر النگڑا ہو گیا یا سینگ ٹوٹ گیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس سلسلے میں بعض علماء مسند احمد کی ایک حدیث کے مطابق ایسے جانور کی قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اس حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی نے قربانی کے لیے ایک دنبہ خریدا، ایک بھیڑیئے نے اس پر حملہ کر کے اس کی چکی کاٹ لی۔ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسی جانور کی قربانی کر ڈالو (ضحّ بہ) لیکن دیگر بعض علمائے محققین اس حدیث سے استدلال درست نہیں سمجھتے کیوں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ ان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، امام شوکانی رحمہ اللہ اور صنعانی صاحب سبل السلام جیسے اساطین علم وفن شامل ہیں۔

بنابریں جو شخص صاحب حیثیت ہو، اس کے لیے زیادہ صحیح اور احوط یہی ہے کہ وہ مزید کچھ رقم خرچ کر کے بے عیب جانور لے کر قربانی کرے۔ البتہ نادار آدمی جو جانور بدلنے کی صورت میں نقصان برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا اس کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے۔

**قربانی کا جانور خود ذبح کرے:** قربانی کا جانور خود ذبح کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے قربانی ذبح کیا کرتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے کوئی خود قربانی ذبح نہ کرے تو ذبح کے وقت اس کے پاس موجود ضرور رہے۔

بخاری میں روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے خود ذبح کریں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت بھی اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کر سکتی ہے۔

**قربانی کا گوشت خود بھی کھائے دوسروں کو بھی کھلائے:** قربانی کا گوشت خود کتنا کھائے اور کتنا تقسیم کرے، اس کی کوئی حد کسی نص صریح سے ثابت نہیں۔ البتہ بعض علماء نے قرآن کی اس آیت **فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ** (سورہ الحج:۳۶) قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ، خود دار محتاج اور سوالی کو بھی کھلاؤ کے تحت لکھا ہے کہ گوشت کے تین حصے کر لیے جائیں۔ ایک اپنے لئے، دوسرا احباب و متعلقین کے لئے اور تیسرا فقراء ومساکین کے لیے **وقد احتج بھذہ الآیۃ الکریمۃ من ذھب من العلماء الی ان اضحیۃ تجزأ ثلاثۃ فثلث لصاحبھا یاکلہ وثلث یھدیہ لا صحابہ وثلث یتصدق بہ علی الفقراء** (تفسیر ابن کثیر ج:۳ص:۲۲۳)

**غیر مسلم کو بھی قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے:** قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کا یہ حکم **واطعموا القانع والمعتر** (سوالی اور غیر سوالی دونوں کو قربانی کے گوشت سے کھلاؤ) عام ہے جس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔

**پورے گھر کے لیے ایک جانور کافی ہے:** عن عطاء

بن يسار سألت ابا ايوب الانصاری كيف كانت الضحايا فيكم على عهد رسول الله ﷺ يضحي بالشاة عنه وعن اهل بيته ...رواه ابن ماجه والترمذی وصححه (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۳۶)

''عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ کی قربانیاں کیسی ہوتی تھیں؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی کیا کرتا تھا۔

**ذبح کرنے کا وقت:** عن انس قال قال النبی ﷺ يوم النحر من كان ذبح قبل الصلوة فليعد متفق عليه وللبخاری من ذبح قبل الصلوة فانما يذبح لنفسه من ذبح بعد الصلوة فقد تم نسكه واصاب سنة المسلمين (نیل الاوطار ج:۵ص۱۴۰)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کردی ہو اسے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے۔ اور صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ ''جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی ذبح کردی وہ اس کے اپنے ہی نفس کے لیے ہے (یعنی قربانی کے اجر وثواب سے وہ محروم ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی۔ اس نے اپنی قربانی پوری کرلی اور مسلمانوں کے طریقے کو اس نے پالیا۔''

**قربانی کتنے دن تک جائز ہے:** قربانی کرنی اگرچہ یوم النحر یعنی بقرعید والے دن سب سے بہتر ہے لیکن اس کے بعد بھی قربانی کرنی جائز ہے۔ گو اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کتنے دن تک جائز ہے؟ حدیث شریف کی رو سے (بقرعید یعنی ۱۰ ذوالحجہ) کے بعد تین دن (۱۱۔۱۲اور۱۳ ذوالحجہ) تک ہوسکتی ہے کیونکہ عید کے دن کو اصطلاح شرعی میں یوم النحر اور اس کے تین دنوں ۱۱۔۱۲اور۱۳ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ اور ان چاروں دنوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰت (سورہ البقرہ) تفسیر ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: الايام المعدودات ايام التشريق اربعة ايام يوم النحر وثلاثة بعده يعنی الايام المعدودات (گنتی کے چند دن) سے مراد ایام تشریق یعنی یوم النحر (بقرعید کا دن دسویں تاریخ) پھر تین دن اس کے بعد ہیں۔ یعنی ۱۱۔۱۲اور۱۳ فقہ حنفیہ کی مشہور اور متداول کتاب ہدایہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ایام تشریق تین دن ہیں۔ ۱۱۔۱۲اور۱۳ (ملاحظہ ہو کتاب الاضحیۃ ص ۴۳۰ آخرین طبع لکھنؤ) جناب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے بھی غنیۃ الطالبین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایام معدودات کی یہی تفسیر نقل فرمائی ہے (ص ۵۰ مطبوعہ، لاہور ۱۳۰۹ھ) پس جب یہ ثابت ہو چکا کہ یوم النحر (قربانی کے دن ۱۰ ذوالحجہ) کے علاوہ ایام تشریق تین دن ہیں یعنی ۱۱۔۱۲اور۱۳ جن میں ذکرالٰہی یعنی فرض نمازوں کے بعد تکبیرات کہی جاتی ہیں۔ الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد تو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ایام تشریق قربانی کے دن بھی ہیں جن میں قربانی ذبح کی جاسکتی ہے چنانچہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل ايام التشريق ذبح رواه احمد وابن حبان فی صحيحه (تفسير ابن كثير سورة الحج ونصب الراية ص:۲۱۲ج:۴) ورواه ايضا الدارقطنی فی سننه (ص:۵۴۴ طبع دہلی) والامام البيهقی فی سننه الكبری (ص:۲۹۵۔۲۹۶) مع ذكر روايات اخری یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

**کھالوں کا مصرف:** عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال امرنی رسول الله ﷺ ان اقوم على بدنه وان اتصدق بلحومها وجلودها واجلتها وان لا اعطى الجزار منها شيئا وقال نحن نعطيه من عندنا (متفق عليه، نيل الاوطار ج٦ ص١٤٦)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ میں آپ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور ان کے گوشت، کھالیں اور جلیں صدقہ کردوں، اور قصاب کو بطور اجرت ان میں سے کوئی چیز نہ دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ قصاب کو اجرت ہم الگ اپنی گرہ سے ادا کیا کرتے تھے''۔

**تکبیرات عید:** عیدین کے موقع پر زیادہ سے زیادہ اللہ کی تکبیر وتہلیل اور تسبیح وتحمید مشروع ہے۔ ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زينوا اعيادكم بالتكبير (الترغیب ج:۲ ص:۱۵۳)

''اپنی عیدوں کو تکبیروں کے ساتھ مزین کرو'' اسی لیے نماز عید کے لیے آتے جاتے راستوں میں تکبیرات پڑھنے کا حکم ہے۔ عشرہ ذوالحجہ کے بارے میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل ملتا ہے کہ وہ ان دنوں کوچہ وبازار میں بآواز بلند تکبیرات پڑھتے جنھیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تکبیرات پڑھنی شروع کردیتے (صحيح بخاری باب فضل العمل فی ايام التشريق) اور بقرعید کے سلسلے میں خاص طور پر ایک روایت کی بنیاد پر کئی علماء نے لکھا ہے کہ ۹/ذوالحجہ کی صبح کی نماز سے آخر ایام تشریق (یعنی ۱۳/ذوالحجہ کی عصر کی نماز) تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات

پڑھنی چاہئیں۔(سنن دارقطنی، ج:۲:۴۹طبع جدید) یہ روایت اگر چہ ضعیف ہے بلکہ حافظ ابن کثیر نے غیر مرفوع بھی کہا ہے (لا یصح مرفوعا۔تفسیر ابن کثیر ج:۱ص:۱۴۵) تاہم دوسری روایات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔نیز امام شوکانی رحمہ اللہ نے غالباً روایت کے ضعف کے پیش نظر کہا ہے کہ یہ تکبیرات فرض نمازوں کے بعد ہی نہیں بلکہ ان ایام میں ہر وقت پڑھنی مستحب ہیں۔(نیل الاوطار ج:۳ص:۳۸۹)

**تیز دھار چھری سے ذبح کیاجائے**: جانور ذبح کرتے وقت اس امر کا بھی خیال رکھا جائے کہ چھری کند نہ ہو، چھری کی دھار اچھی طرح تیز کرلی جائے تا کہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔اس بارے میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خاص ہدایت دی ہے۔(الترغیب ج:۲ص:۱۵۶)

**بھینس کی قربانی**: عرب بالخصوص حجاز (مکہ ومدینہ) میں بھینس نہ پائی جانے کی وجہ سے بھینس کے بارے میں بالخصوص قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہیں ہے، غیر عرب علاقوں میں بھینس پائی جاتی ہے تاہم بعض علمائے لغت نے اسے گائے ہی کی ایک قسم قرار دیا ہے۔جیسے علامہ دمیری رحمہ اللہ حیوۃ الحیوان میں لکھتے ہیں۔**الجاموس واحد الجوامیس فارسی معرب حکمه وخواصه کالبقر** (ج:۱ص:۱۸۳)

جاموس واحد ہے جس کی جمع جوامیس ہے، یہ لفظ فارسی معرب ہے...اس کا حکم اورخواص گائے کی مانند ہی ہے ''لسان العرب میں ہے۔ والجاموس نوع من البقر دخیل وجمعہ جوامیس فارسی معرب (ج:۶ص:۴۳) المعرب فی ترتیب المعرب (لابی الفتح ناصر الخوارزمی متوفی ۶۱۶ھ) میں ہے والجاموس نوع من البقر (ص:۸۹، طبع بیروت) مصباح المنیر میں ہے **والجاموس نوع من البقر کانه مشتق من ذلک** (ج:۱ص:۱۳۴،طبع مصر)

اسی طرح بعض محدثین نے بھینس کو حکم زکوۃ میں گائے کے حکم میں رکھا ہے یعنی گائے میں زکوۃ کا جو حساب ہوگا اسی حساب سے بھینسوں میں سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔جیسے امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے **قال مالک فی العراب والبخت والبقر والجوامیس نحو ذلک** (مؤطا امام مالک مع شرح مسوی ومصفی ج:۱ص:۲۱۳) یعنی جس طرح بکری سے زکوۃ لینے کی تفصیل بیان کی گئی ہے ایسے ہی عربی اونٹوں بختی اونٹوں اور گایوں اور بھینسوں سے زکوۃ وصول کی جائے گی، بعض اور تابعین سے بھی اسی امر کی صراحت ملتی ہے کہ بھینس حکم زکوۃ میں گائے پر محمول ہوگی (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الزکاۃ ج:۳ص:۲۲۱)

**دیگر ضروری باتیں**: عیدالاضحیٰ کی نماز بہ نسبت عیدالفطر کی نماز کے جلد پڑھ لینی چاہیے۔عیدالاضحیٰ میں بہتر ہے کہ آدمی بغیر کچھ کھائے پیئے نماز کے لیے جائے اور آ کر کھائے۔لباس اپنی حیثیت واستطاعت کے مطابق عمدہ پہنے۔خوشبو وغیرہ بھی استعمال کر لی جائے۔

نماز عید کے بعد معانقہ کی جو رسم ہے یہ ایک عام رواج ہے۔مسنون طریقہ نہیں ہے۔مسنون طریقہ صرف سلام ومصافحہ ہے۔

قربانی رات کو بھی کی جاسکتی ہے اس سلسلے میں ایک حدیث جو نہی کی بابت آئی ہے وہ سخت ضعیف ہے۔اس لیے قابل استدلال نہیں (نیل الاوطار ج:۵ص:۱۴۳)

عورتیں نماز عید میں بھی حاضر ہوں اور تکبیریں بھی پڑھیں۔ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، یوم النحر کو تکبیریں پڑھتی اور دیگر عورتیں بھی (صحیح بخاری۔کتاب العیدین ص:۱۳۲)

نماز عید کے لیے آتے جاتے راستہ تبدیل کرلیا جائے۔

نماز کھلے میدان میں مسنون ہے اس کے لیے اذان کی ضرورت ہے نہ اقامت کی۔ اس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ بارہ تکبیریں ہیں (پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ)

عید کا خطبہ بھی ضرور سننا چاہیے جو لوگ صرف نماز پڑھ کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں وہ مسلمانوں کی اس اجتماعی دعا کے شرف سے محروم رہتے ہیں جس میں شمولیت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کی ہے یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی اسی نقطہ نظر سے عیدگاہ میں جانے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا۔تاہم خطیب کو بھی چاہیے کہ خطبہ مختصر دے۔

☆☆

**مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش**

**نکاح نامہ رجسٹر**

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیارشدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

# خصوصیات قرآن مجید

علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المشوق الی علوم القرآن'' میں تحریر فرمایا ہے کہ لفظ قرآن ''قراۃ الحوض'' سے ماخوذ ہے، جو حوض پانی سے لبالب لبریز ہوتا ہے، اسے قرأت الحوض کہا کرتے ہیں۔ چونکہ قرآن پاک جملہ علوم پر محتوی اور عرفان تام کا ظرف اور حقائق اصلیہ سے پر ہے، اس لئے اس کا نام قرآن ہوا۔ اب ذیل میں متعدد عنوانات کے ساتھ چند مباحث پیش کئے جاتے ہیں۔

**ضرورت قرآن:** قرآن مجید کی ضرورت معلوم کرنی ہو۔ تو سب صاحبان کو اس زمانہ کی تاریخ اور صفحہ عالم کی حالت پر غور کرنا چاہیے۔ ایران کے مجوس کا سراپا شرک کی نجاست میں غرق ہونا اور احاطہ انسانیت سے نکل کر سگی ماں، بیٹی، بہن سے ازدواج جائز ومباح سمجھ لینا۔

روما چرچ کے عیسائیوں کا صریح بت پرستی میں مبتلا ہو کر اس مشرکانہ عقیدہ کی ترویج میں لاکھوں بندگان خدا کا خون پانی کی طرح بہانا۔

چین کا قبر پرستی اور بھوت پریت کی عبادت میں محو ہو جانا، اور پھر خود کو آسمانی فرزند کہلانے کا مستحق قرار دینا۔

ہند کا فسق وفجور میں پڑ کر زنا وشراب کو بہترین افعال انسانی قرار دینا۔ مرد وعورت کی برہنگی کے اعضاء کی تمثالوں کو شب شوالوں میں قائم کرنا دختر کشی اور قمار بازی کو شرافت کا نشان قرار دینا۔

عرب کا بعض صفات بالا میں اکثر ممالک سے بڑھ جانا۔

الغرض تمام معمورۂ عالم پر سخت تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اور ان ضلالتوں کے دور کرنے میں وہ کتابیں جو دنیا میں پہلے سے نازل شدہ تھیں ناکافی ثابت ہوئی تھیں۔

ان کا تمام عالم کے بگڑے ہوئے آوے پر تو کیا اثر ہوتا کہ خود اسی کی قوم (جس میں اس کتاب کا نزول ہوا) دائرہ اطاعت میں نہ رہی تھی اس لئے ضرورت تھی ایک ایسی مہیمن کتاب کی جس میں تمام عالم کی اصلاح کی طاقت اور تمام کتابوں کو اپنے اندر جمع کر لینے کی قابلیت اور بلحاظ اپنی مجموعی شان کے دیگر اوراق پریشان سے دنیا بھر کو مستغنی کر دیتی۔

ہاں جس طرح سخت گرمی اور حبس کے بعد باران رحمت کا نزول ہوتا ہے، جس طرح رات کی تاریکی کے بعد خورشید عالم افروز طلوع فرماتا ہے، اسی طرح تمام دنیا پر پھیلی ہوئی ظلمت مظلمہ ہی نے قرآن مجید کے نور مبین کی ضرورت کو افراد عالم کے دل ودماغ میں ثابت ومحسوس کرا دیا تھا۔

لہٰذا اسی رحمت ربانیہ نے جو انسان کو عدم سے وجود میں لانے اور نطفہ سے انسان کامل بنانے میں کارفرما ہے، ہماری روحانی ضرورت کے لئے اس نور ہدایت کو نازل فرمایا۔

بدبختی سے ہند میں ایسا فرقہ بھی پیدا ہو گیا ہے، جو رب کریم کو ارحم الراحمین تو مانتا ہے، مگر پھر بھی اسے کلام خدا کے دنیا میں نازل ہونے کی ضرورت سے انکار ہے۔

یہ کور سواد تسلیم کرتے ہیں کہ اس نور السموات والارض نے اگر آنکھ کو بینائی دی ہے تو دیکھنے کیلئے ان گنت رنگتیں بھی بنائی ہیں۔

اگر کان کو شنوائی ملی ہے تو سننے کے لئے بھانت بھانت کی آوازیں بھی پیدا کی ہیں۔ پاؤں چل سکتا ہے تو اس کی جولانی کے لئے فرش زمین کی ہموار ناہموار راہیں بھی نکال دی ہیں۔ منہ کھا سکتا ہے تو ذائقہ کے واسطے۔ میٹھے، سلونے کھٹے پھیکے کھانے بھی مہیا کئے ہیں، یعنی جس قدر حواس ظاہری اور قویٰ باطنی جسم انسان میں پائے جاتے ہیں، ان کے متعلق ایک ایک جداگانہ عالم بھی پیدا کیا گیا ہے۔

مگر ان کو اب بھی سخت انکار ہے کہ روح انسانی کے لئے (جو فطرت انسانی کی خزینہ دار اور اس کی مملکت کی حکمراں ہے) کوئی جداگانہ عالم موجود ہو، اگر یہ لوگ روح کا انکار کر دیتے تو ان کی حالت پر اتنا افسوس نہ ہوتا۔ لیکن روح کا اقرار اور رحمت الٰہیہ کی جانب سے اس کے لئے عالم خاص کا انکار قطعاً اسرار فطرت سے عدم آگاہی پر مبنی ہے، خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔

ضرورت قرآن حمید کے ثبوت میں ہم دنیا کے سامنے دنیا کی تاریخ رکھ دیتے ہیں۔

نیز ان تمام ترقیات کو جو دنیا کے ہر ایک مذہب نے نزول قرآن مجید اور اشاعت کتاب جمیلہ کے بعد اپنے اپنے عقائد اور اصول میں کی ہیں۔ اور ان تمام اصلاحات کو بھی اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ جو غیر مسلم اقوام نے اس ۱۳۵۳ سال کی مدت رسالت محمدیہ میں تعلیم قرآن سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اپنے مذہب اور مسلک میں داخل کر لی ہیں۔

ان ترقیات واصلاحات کے ازمنہ ارتقا کی تاریخ معلوم کرنے کے

بعد امید قوی ہے کہ ہر ایک منصف کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ فی الواقع معمورۂ عالم کو قرآن مجید کے نزول کی سخت ضرورت واحتیاج تھی۔

**فصاحت وبلاغت قرآن:** اگر کسی کو فصاحت وبلاغت قرآنی کا اندازہ کرنا ہو تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کام کے لئے زبان دانی کامل کی ضرورت ہے۔ اور علم معانی وبیان وبدیع میں اعلیٰ درجہ کی مہارت کا ہونا لازمی ہے، اور پھر فہم سلیم وطبع ہموار کی شرط لابدی ہے۔ اگر یہ آنکھیں۔ یہ عینک یہ دوربین کسی کو مل جائے تو وہ بے اختیار بول اٹھے گا کہ قرآن عظیم کی فصاحت وبلاغت طاقت بشری سے بالاتر ہے۔

جہلائے عرب شیدائی زبان اور فدائی حسن بیان تھے اور اسی وجہ سے وہ اسالیب غریب وقصائد عجیب کے مالک، رجز فاخرہ واسجاع موجزہ اور خطب بلیغہ کے انشاد پر قادر تھے۔

صرف اسی قابلیت کے وجود نے بڑے بڑے زبان آوروں، خطیبوں اور شاعروں سے منوا دیا تھا کہ قرآن کلام بشر نہیں۔

ذرا غور کرو، دنیا کے کسی ملک میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص نے کوئی ایسا دعویٰ کیا ہو۔ جو دنیا بھر سے نرالا اور فائق تر ہو (جیسے خاتم النبیین رسول کافۃ للناس رحمۃ للعالمین۔ مطاع عالم کے اعلام سے نمایاں ہے) اور ثبوت دعویٰ میں ایک تصنیف کو پیش کر دیا ہو اور اسی کو اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا ہو اور اس دعویٰ کے انکار کرنے والوں کو ضلالت وعمائت اور خلود ونار وغیرہ کی لذتوں کے مواعید سے جوش بھی دلایا ہو۔

پھر ایسی حالت میں اسی کے ملک کے رہنے والے اسی کی زمین کے بولنے والے اسی زبان کے قادر الکلام اور سحر البیان لوگ اس کے سامنے ساکت وخاموش اور متحیر ومدہوش رہ گئے ہوں۔

ہم تو سمجھتے ہیں کہ تاریخ ایسی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے قرآن مجید کے پیش کرنے والے (فداہ امی وابی) نے معارضہ کی چھ قسمیں بتلائیں، اور ہر ایک قسم کے مقابلہ میں سب کو عاجز دورماندہ ثابت کر کے اپنی صداقت کو آفتاب روشن کی طرح آشکارا کر دیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید گو عربی مبین ہے مگر اس کی فصاحت وبلاغت کو جو درجہ ہے، وہ تمام عالم کی کتب سے بالاتر ہے۔

(ب) اب یہ بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ فردوسی، ہومر، سعدی، شیکسپیر، والمیک وملٹن، سحبان، وبیکن ونابغہ، وسسرو، امراء القیس وخسرو وغیرہ وغیرہ جن کی فصاحت وبلاغت کی بڑی بڑی تعریفیں مختلف السنہ کے متعلق اقوام نے کی ہیں۔ ان سب کا جوش وخروش ایسی کتابوں میں نکلا ہے۔ جن کی بنیاد تصورات وتخیلات پر رکھی گئی ہے، جن میں ہر قسم کی تشبیہات واستعارات کے استعمال کی مصنف کو پوری آزادی حاصل تھی، جن میں ترک غلو یا پابندی صداقت کی کوئی بندش نہ تھی۔

اگر انہی زبان آوران پُر کلام کو کوئی قانون کوئی ضابطہ لکھنا پڑتا اگر حقائق الٰہیات اور رموز فطرت یا اسرار آفرینش پر ان کو چند سطور بھی تحریر کرنی ہوتیں۔ تو دنیا دیکھ لیتی کہ عبارت کتنی پھیکی۔ بندش کتنی سست، الفاظ کیسے گھٹیل طرز ادا کتنا مبتذل ہوتا۔

یہ قرآن حکیم ہی کا حصہ ہے کہ وہ احکام وشریعت اور مواعظ وامثال اخبار وانذار میں زبان ماضی کی سرگذشت اور عہد مستقبل کی حالت پر آیات پر آیات کا القا فرما رہا ہے، اور بایں ہمہ کلام کسی جگہ بھی نہ صداقت وروحانیت کے درجہ سے گرا اور نہ فصاحت کے مرکز سے متزلزل ہوا ہے۔

(ج) اندازۂ فصاحت وبلاغت کے وقت یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ساری دنیا کے مسلمہ ومقتدر فصحاء کے میدان کلام اور وادی سخن بھی خاص خاص ہوتے ہیں۔ سعدی کی نصیحت قعر قلب میں جگہ جالیتی ہے۔ لیکن بزم نشاط کی بساط بچھانا اور ناز و اختلاط کے کواڑ کھول دینا اس کی طاقت سے باہر ہے۔

فردوس کے بیان جنگ کو پڑھنے والا سمجھتا ہے کہ وہ کوئی سینما دیکھ رہا ہے، لیکن مواعظ واخلاق کی سڑک پر اس کا خنک قلم لنگڑاتا ہوا ہی نظر آتا ہے عرب کے امراء القیس وعنترہ، ابونواس وابوالعتاہیہ کا بھی یہی حال ہے۔

جرمنی وفرانس۔ اٹلی وانگلستان کے اہل قلم (شاعروں، ناول نویسوں، ایڈیٹروں) بازبان آوروں (پروفیسروں، لیکچراروں میں بھی یہی تفاوت درجات موجود ہے۔ رینالڈ کبھی گبن نہیں بن سکتا، اور کارلائل کبھی شکسپیئر کا روپ نہیں دھار سکتا۔ ہربٹ سپنسر اور نارتھ بروک کی زبان کبھی ایک نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم کو پڑھو۔ اسے موجودات وماہیات وکیفیات کے متعلق کس قدر دلائل ساطعہ وبراہین بینہ سے کام لینا پڑا۔

اسے اقوام ماضیہ کے عروج وزوال اور اس کے لوازم واسباب پر کیا کچھ بیان کرنے کی ضرورت ہوئی۔ اس نے مذاہب وادیان اور عقائد ومسلمات انسان پر کتنی تیز روشنی ڈالی۔ اس نے روح مادہ اور اعمال کی بابت کس قدر اسرار آشکار کئے۔ اس نے تدبیر منزل وسیاست مدن، حقوق افراد ووجوب قوم کی نسبت کتنے قوانین وضوابط ایجاد کئے۔

اوران سب کی تبیین ووضوح کے سلسلہ میں اسے کس قدر اقسام سخن اور اسالیب کلام پر تکلم کی ضرورت ہوئی، لیکن ہر جگہ کلام کی شان، الفاظ کی شوکت، معانی کا حسن

اسی خصوصیت کے ساتھ ساتھ جلوہ گستر ونور افزا ہے، جیسا کہ اثبات توحید ورد شرک وابطال باطل احقاق حق کی فضاء میں عطر بیز وروح پرور تھا یہ وہ دقائق کلام ہیں جن کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے اپنی لمبی لمبی عمروں کو اسی شوق وفہم وذوق وجدان میں پورا کر دیا ہے۔

(د) فصاحت وبلاغت کا تعلق جرأت الفاظ سے بھی ہے اور اشاقت معنی سے بھی ہم اس جگہ چند آیات کا اقتباس نقل کرتے ہیں۔ان کے ہمہ گیر معانی پر غور کرو اور خوب غور سے دیکھو کہ تہذیب اخلاق، تہذیب عقل۔ تدبیر منزل، حصانت قوم اور سیاست مدن کا کون سا ضروری مسئلہ ہے جو ان چند آیات سے باہر رہ گیا ہے، اسی سے قرآن مجید کی ۶۶۶۶ آیات شریفہ کا اندازہ کرو۔ اور ان علوم ومعارف کا تخمینہ لگاؤ جو ان آیات میں محفوظ کئے گئے ہیں۔

ان آیات کے پیش کرنے سے کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ ہم صرف اتنی ہی آیات کو پیش کر سکتے تھے، یا یہی چند آیات نمونہ بنائے جانے کی صلاحیت رکھتی ہیں لا واللہ۔اس وقت ہماری مثال اس گل چیں کی سی ہے جو ایک گلستان تازہ بہار کی سیر کو نکلتا ہے، اور واپسی کے وقت وہاں سے چند گل شاداب کو زیب سر وسینہ بنالیتا ہے کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اس گل چیں کے بعد باغ میں پھول باقی ہی نہیں رہے یا جو باقی ہیں وہ سب آب ورنگ میں یا نزہت ونزاکت میں گلہائے چیدہ سے کم ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب یقیناً منفی ہوگا۔

(۱) اصول عبادت

وَمَا لِيَ لاَ أَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (یس:۲۲) کیا وجہ ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں، جس نے مجھے پیدا کیا اور جس کی طرف ہم تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

(۲) شرف انسانیت

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِيْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلاً (بنی اسرائیل:۷۰)

ہم نے فرزند ان آدم کو عزت دی اور بحر و بر میں ان کے لئے سواریاں عطا کیں۔ اور پاکیزہ چیزیں ان کو کھلائیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو برترین فضیلت عطا کی۔

(۳) اوامر یعنی کرنے کے کام

إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ وَإِيْتَاء ذِيْ الْقُرْبَى (النحل:۹۰) اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ عدل واحسان کرو، اور قرابت داروں کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔

(۴) نواہی یعنی نہ کرنے کے کام

وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاء وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ (النحل:۹۰)

اللہ تعالیٰ بے حیائی کے کاموں سے اور بغاوت سے اور ناپسندیدہ امور سے تم کو منع کرتا ہے۔

(۵) محرمات

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُواْ بِاللّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَاناً وَأَن تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ (الاعراف:۳۳)

میرے پروردگار نے مندرجہ ذیل باتوں کو حرام ٹھہرا دیا ہے۔

(ا) بے حیائی کی سب صورتیں کھلی ہوں یا چھپی ہوں۔

(ب) گناہ

(ج) بغاوت ناحق

(د) شرک باخدا جس کے جواز کی بابت کوئی عقلی ونقلی دلیل موجود نہیں۔

(ھ) اللہ تعالیٰ کے خلاف اپنی بے علمی سے باتیں بنانا۔

(۶) تعاون

وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى (سورہ المائدہ:۲)

نیکی اور خدا ترسی کی جملہ اقسام میں ایک دوسرے کو مدد دیا کرو۔

(۷) عدم تعاون

وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (سورہ المائدہ:۲)

گناہ اور سرکشی کی جملہ اقسام میں کسی کی مدد نہ کرو۔

(۸) جملہ اعضائے انسانی اپنے اپنے افعال کے ذمہ دار ہیں۔

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولـئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً (بنی اسرائیل:۳۶)

شنوائی، بینائی اور دل ان سب سے سوال کیا جائے گا۔

(۹) وزن اعمال

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَه وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَه (الزلزال:۷-۸)

جو کوئی ذرہ برابر بھی نیکی کرتا ہے، وہ اسے دیکھ لے گا، اور جو کوئی ذرہ برابر بھی بدی کرتا ہے، وہ اسے دیکھ لے گا۔

(۱۰) عدل ورحم

فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ (شوری:۴۰)

بدی کا بدلہ تو بالکل ویسا ہی ہے، بعد ازیں جس کسی نے معافی دی، اور بھلائی کی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ خود دے گا۔

☆☆☆

# اعمال صالحہ پر مداومت

ابو حمدان اشرف فیضی، رائیدرگ

ماہ رمضان وہ بابرکت اور مقدس مہینہ ہے جس کے آتے ہی مومنوں کے دلوں میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے، ہر طرح کے اعمال خیر انجام دینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، مسجدیں مصلیان سے آباد ہوجاتی ہیں، روزوں کے ساتھ قیام اللیل، تلاوت قرآن، اذکار وادعیہ، توبہ واستغفار، سنن ونوافل، صدقات وخیرات اور دیگر اعمال صالحہ میں ایک دوسرے سے سبقت کا روح پرور منظر دکھائی دیتا ہے، وہ لوگ جو عام دنوں میں مسجدوں سے بہت دور رہتے تھے وہ بھی اس ماہ مبارک میں صف اول میں کھڑے ہونے کے لیے بے تاب دکھائی دیتے ہیں، ہر ایک کے دل میں خوف وخشیت، فکر آخرت اور گناہوں پر ندامت کے ساتھ جذبہ عمل پیدا ہوجاتا ہے، مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ جوں ہی ماہ رمضان ہم سے رخصت ہوتا ہے ہمارے سارے نیک جذبات سرد پڑ جاتے ہیں، ہم فرائض سے بھی غافل ہوجاتے ہیں، مسجدیں بالکل ویران دکھائی دیتی ہیں، قرآن طاقوں اور الماریوں کی زینت بن جاتے ہیں، الغرض نیکیاں کمانے اور گناہوں سے بچنے کا جو جذبہ مارہ مبارک میں ہمارے دلوں میں پایا جاتا تھا دوسرے دنوں میں یکسر مفقود ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا رمضان کا رب الگ ہے اور شوال کا وصفر کا رب دوسرا ہے؟ جس رب کے حکم کی تابعداری ہم رمضان میں کرتے تھے دوسرے دنوں میں اسی رب کی نافرمانی کیسے کرتے ہیں؟ رمضان المبارک میں ہم نے اللہ کے حکم پر اس کی رضا کے لیے حلال چیزوں کو ترک کردیا، رمضان کے بعد حرام چیزوں کو چھوڑنا ہمارے لیے مشکل کیوں ہوگیا ہے؟ رمضان میں ہم فجر سے پہلے سحری کے لیے اٹھ جاتے تھے، رمضان کے بعد نماز فجر کے لیے اٹھنا ہمارے لیے مشکل کیوں ہوگیا؟ رمضان میں ہم باجماعت تراویح کی نماز ادا کرتے تھے، رمضان کے بعد پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی ہمارے لیے کیوں مشکل ہوگئی؟ رمضان میں ہم تلاوت قرآن کا اہتمام کرتے تھے، رمضان کے بعد تلاوت کی پابندی کیوں ختم ہوگئی؟ ہمیں اس قسم کے بہت سارے سوالات پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنی چاہیے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی ہماری تخلیق کا مقصد ہے، صرف رمضان میں عبادت کرنا اور دوسرے مہینوں میں غفلت کی زندگی گزارنا یہ مقصد حیات کے خلاف ہے، ہم رمضانی مسلمان نہیں بلکہ ربانی مسلمان بنیں، ہمیشہ ہر حال میں اللہ کی عبادت کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں اسی عظیم مقصد کے تحت پیدا کیا ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُون (الذاریات:۵۶) میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الانعام:۱۶۲) آپ فرما دیجئے! کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے۔

ہم نے رمضان المبارک میں بار بار اپنی دعاؤں اور استغفار میں اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں دوبارہ کبھی گناہ نہ کرنے کا عہد وپیمان کیا ہے، برائیوں سے دور رہنے اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کا عزم کیا ہے، کیا ہم رب سے کیے گئے عہد ومیثاق کو بھول گئے؟ اللہ تعالیٰ اسی عہد کے وفا کی دعوت دے رہا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَأَوْفُواْ بِعَهْدِ اللّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلاَ تَنقُضُواْ الأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلاً إِنَّ اللّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُون وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثاً تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلاً بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَى مِنْ أُمَّةٍ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللّهُ بِهِ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُون (النحل:۹۱-۹۲)

اور اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم آپس میں قول وقرار کرو اور قسموں کو ان کی پختگی کے بعد مت توڑو، حالاں کہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن ٹھہرا چکے ہو، تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو بخوبی جان رہا ہے۔ اور اس عورت کی طرح نہ ہوجاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کرکے توڑ ڈالا، کہ تم اپنی قسموں کو آپس کے مکر کا باعث ٹھہراؤ، اس لیے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھا چڑھا ہوجائے۔ بات صرف یہی ہے کہ اس عہد سے اللہ تمہیں آزما رہا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قیامت کے دن ہر اس چیز کو کھول کر بیان کردے گا جس میں تم اختلاف کررہے تھے۔

عبادت کا سفر موت تک: عبادت صرف موسمی نہیں ہونی چاہیے کہ مخصوص اوقات میں اور کسی خاص مہینے میں کچھ مخصوص عبادت کرلیے بس کافی ہے، ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ عبادت ہمارا مقصد زندگی ہے جو موت تک جاری رہنا چاہیے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (الحجر:۹۹)اوراپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کوموت آجائے۔اورفرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ (آل عمران:۱۰۲)اے ایمان والو!اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

تابعی حسن بصریؒ فرماتے ہیں:أي قوم، المداومة المداومة فان الله لم يجعل لعمل المؤمن أجلا دون الموت، ثم تلا قوله تعالى: وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ (الحجر:۹۹)الزهد والرقائق لابن المبارك ٢٠) وقال: اذانظر اليك الشيطان فراك مداو ما في طاعة الله، فبغاك وبغاك فراك مداو مامللك ورفضك، واذا كنت مرة هكذا ومرة هكذا طمع فيك (الزهد والرقائق لابن المبارك:٧)

اے لوگو!(نیک عمل میں) پابندی اختیار کرو، پابندی اختیار کرو! کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے عمل کے لیے موت سے پہلے کوئی حد مقرر نہیں کی۔پھر اس آیت کی تلاوت کی اوراپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کوموت آجائے۔ اور وہ یہ بھی فرماتے ہیں: جب شیطان تمہیں اللہ کی اطاعت میں مستقل مزاج دیکھتا ہے تو وہ تمہارے خلاف سازش کرتا ہے اور بار بار کوشش کرتا ہے،لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ تم مستقل مزاج ہو(یعنی نیک عمل میں ثابت قدم ہو) تو وہ تھک جاتا ہے اور تمہیں چھوڑ دیتا ہے اور اگر تم کبھی ایسے ہو اور کبھی ویسے(یعنی کبھی نیکی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے ہو) تو وہ تم سے امید باندھ لیتا ہے۔

شیخ ابن عثیمینؒ فرماتے ہیں:الأعمال لا تنتهي بانتهاء مواسمها، وانما تنتهي الأعمال بانتهاء الأجل (لقاء الباب المفتوح:٥١)اعمال (نیکیاں) ان کے موسمی اوقات ختم ہونے سے ختم نہیں ہوتیں، بلکہ اعمال کا اختتام انسان کی موت(یعنی عمر کے خاتمے) پر ہوتا ہے۔

قيل لبشر الحافي: أن قوما يتعبدون في رمضان ويجتهدون في الأعمال، فاذا انسلخ تركوا قال: بئس القوم قوم لا يعرفون الله الا في رمضان (مفتاح الأفكار للتأهب لدارالقرار : ٢/ ٢٨٣)

بشر حافیؒ سے کہا گیا:لوگ رمضان میں عبادت کرتے ہیں اور نیکیوں میں محنت کرتے ہیں،لیکن جونہی رمضان گزر جاتا ہے، وہ سب چھوڑ دیتے ہیں! تو انہوں نے فرمایا:وہ لوگ کتنے برے ہیں جو اللہ کو صرف رمضان میں ہی پہچانتے ہیں۔

کعب الاحبارؒ نے فرمایا:من صام رمضان وهو يحدث نفسه أنه ان أفطر رمضان أن لا يعصى الله، دخل الجنة بغير مسألة ولا حساب، ومن صام رمضان وهو يحدث نفسه أنه اذا أفطر عصى ربه، فصيامه عليه مردود(لطائف المعارف ص١٣٦-١٣٧)

جس شخص نے رمضان کا اس حال میں روزہ رکھا کہ وہ اپنے دل میں یہ ارادہ رکھتا تھا کہ جب رمضان ختم ہوگا تو وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرے گا،تو وہ بغیر کسی سوال وجواب اور حساب کے جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے رمضان اس حال میں روزہ رکھا کہ وہ دل میں یہ نیت رکھتا تھا کہ رمضان کے بعد وہ اپنے رب کی نافرمانی کرے گا تو اس کا روزہ اس کے منہ پر مار دیا جائے گا۔(یعنی مردود ہوگا)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو استقامت کا حکم دیا:

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلاَ تَطْغَوْاْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (ھود:۱۱۲)پس آپ جمے رہیے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں،خبردار تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمہارے تمام اعمال کا دیکھنے والا ہے۔اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی رسول کو استقامت کی تعلیم دی،حدیث میں ہے:

عن سفيان بن عبدالله الثقفي قال: قلت يارسول الله، قل لي في الاسلام قولا لا أسأل عنه أحدا بعدك وفي حديث أبي أسامة: قال: قل آمنت بالله فاستقم (صحيح مسلم: كتاب الايمان: باب جامع أوصاف الاسلام:٣٨)

سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی پکی بات بتائے کہ آپ کے بعد کسی سے اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے(ابواسامہ کی روایت میں ''آپ کے بعد'' کے بجائے ''آپ کے سوا'' کے الفاظ ہیں) آپ نے ارشاد فرمایا: کہو: آمنت باللہ(میں اللہ پر ایمان لایا) پھر اس پر پکے ہو جاؤ یعنی جمے رہو۔

اعمال صالحہ پر مداومت: ماہ مبارک ہم سے رخصت ہو گیا مگر رخصت ہو کر بھی ہم سے کچھ تقاضا اور مطالبہ کر رہا ہے، اس تقاضے کو ہم پورا کریں اور جو جذبۂ عمل رمضان میں ہمارے دلوں میں تھا اسے ہمیشہ باقی رکھیں، اس بات کو یاد رکھیں کہ رمضان ختم ہوا ہے اسلام ختم نہیں ہوا ہے، زندگی کی آخری سانس تک ہم اسلام پر باقی قائم رہیں، قرآن مجید میں اعمال صالحہ پر مداومت ومواظبت اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کے بارے میں فرمایا:

وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا (مریم:۳۱)اوراس نے مجھے نماز ورزکوۃ کا حکم دیا ہے جب تک بھی میں زندہ رہوں اعمال صالحہ پر مداومت مومن بندوں کی صفت ہے اور ایسے مومنوں کو جنت کی بشارت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ (المعارج:۲۳)جو اپنی نماز پر ہمیشگی

کرنے والے ہیں۔آگے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ أُوْلَئِكَ فِيْ جَنَّاتٍ مُّكْرَمُوْنَ (المعارج:۳۴۔۳۵) اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ جنتیوں میں عزت والے ہوں گے۔

اعمال صالحہ پر مداومت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب عمل ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایام اور مہینے کو مخصوص کیے بغیر پابندی کے ساتھ عمل جاری رکھتے تھے، حدیث نبوی ہے: علقمہؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا اور کہا ام المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی کیفیت کیا تھی؟ کیا آپ (کسی خاص عمل کے لیے) کچھ ایام مخصوص فرما لیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں آپ کا عمل دائمی ہوتا تھا اور تم میں سے کون اس قدر استطاعت رکھتا ہے جتنی استطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھی؟ (صحیح مسلم)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوب ترین کام وہ ہے جس پر ہمیشہ عمل کیا جائے اگرچہ وہ قلیل ہو (صحیح مسلم)

امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس (حدیث) میں عمل پر مداومت (یعنی پابندی) کی ترغیب ہے، اور یہ کہ تھوڑا عمل جو مستقل ہو، وہ اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو بند ہو جائے۔ اور دراصل تھوڑا مگر مسلسل عمل اس لیے بہتر ہے کہ اس سے طاعت (فرماں برداری)، ذکر، اللہ کی نگرانی (مراقبہ) نیت، اخلاص اور خالق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف توجہ مسلسل قائم رہتی ہے۔ اور یہ تھوڑا مسلسل عمل اتنا نتیجہ خیز ہوتا ہے کہ وہ منقطع ہونے والے کثیر عمل سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔

امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہین: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ جاری رہنے والے (عمل) کو دو وجوہات کی بنا پر محبوب قرار دیا ہے:

پہلی وجہ یہ کہ جو شخص کسی عمل کو شروع کرنے کے بعد چھوڑ دیتا ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے تعلق قائم کرنے کے بعد بے رخی اختیار کر لی ہو اور ایسا شخص ملامت کا مستحق بنتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نیک عمل پر ہمیشہ قائم رہنا خدمت میں لگے رہنے کے مترادف ہے اور جو شخص روزانہ کسی وقت دروازے پر حاضری دیتا ہے، وہ اس شخص جیسا نہیں ہوتا جو ایک دن پورا حاضر ہوا اور پھر چھوڑ دیا۔ (فتح الباری ۱/۱۲۷)

صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم کی سیرت میں مداومت کی بعض مثالیں: صحابہ کرام جو ہمیشہ نیکیوں کی تلاش میں رہتے تھے اور کسی نیکی کا علم ہونے کے بعد ہمیشہ اس کی پابندی کرتے تھے، ذیل کی سطور میں بعض مثالیں ملاحظہ ہوں:

(۱) عمرؓ کا عمل: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا واللہ! پھر میں نے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ممانعت سننے کے بعد کبھی قسم نہیں کھائی نہ اپنی طرف سے غیر اللہ کی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی زبان سے نقل کی۔ (صحیح بخاری: ۶۶۴۷)

(۲) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ کسی مسلمان آدمی کے لیے، جس کے پاس کوئی (ایسی) چیز ہو جس میں وہ وصیت کرے، یہ جائز نہیں کہ وہ تین راتیں (بھی) گزارے مگر اس طرح کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے مجھ پر ایک رات بھی نہیں گزری مگر میری وصیت میرے پاس موجود تھی۔ (۱۶۲۷)

(۳) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا دوسرا عمل: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہؓ بہت اچھا لڑکا ہے۔ کاش! رات میں وہ تہجد کی نماز پڑھا کرتا۔ سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ اس کے بعد رات میں بہت کم سویا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۳۸)

(۴) علی رضی اللہ عنہ کا عمل: حدیث میں ہے: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے ایک خادم کا سوال کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتا دوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ان میں سے ایک کلمہ چونتیس بار کہہ لے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے ان کلموں کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ان سے پوچھا گیا جنگ صفین کی راتوں میں بھی نہیں؟ کہا کہ صفین کی راتوں میں بھی نہیں۔ (۵۳۶۲)

(۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عمل: حدیث میں ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے، میں موت تک انہیں نہیں چھوڑوں گا (زندگی بھر ان باتوں پر عمل کروں گا) ہر مہینہ میں تین دن روزے۔ چاشت کی نماز اور وتر پڑھ کر سونا۔ (صحیح بخاری)

(۶) بلال رضی اللہ عنہ کا عمل: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: يا بلال، حدثني بأرجى عمل عملته في الاسلام فاني سمعت دف نعليك بين يدي في الجنة اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیوں کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ما عملت عملا أرجى عندي أني لم أتطهر طهورا في

ساعة ليل أو نهارا الا صليت بذلك الطهور ما كتب لي أن أصلي میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہتا جتنی میری تقدیر میں لکھی گئی تھی۔(صحیح البخاری، كتاب التهجد: باب فضل الطهور بالليل والنهار فضل الصلاة بعد الوضوء بالليل والنهار: ١١٤٩)

(۷)عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا عمل: حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں: میں مسلسل روزے رکھتا تھا اور ہر رات (قیام میں پورے) قرآن کی قراءت کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرا ذکر کیا گیا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے) یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا مجھے نہیں بتایا گیا کہ تم ہمیشہ (ہر روز) روزہ رکھتے ہو اور ہر رات (پورا) قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں (یہ بات درست ہے) اور ایسا کرنے میں میرے پیش نظر بھلائی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے افضل عمل کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے، تم پر تمہارے مہمانوں کا حق ہے، اور تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، (آخر میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نبی داؤدؑ کے روزوں کی طرح روزے رکھو وہ سب لوگوں سے بڑھ کر عبادت گزار تھے۔ کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم داؤدؑ کا روزہ کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ فرمایا: قرآن کی تلاوت ایک ماہ میں (مکمل کیا) کرو۔ کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ہر دس دن میں پڑھ لیا کرو۔ کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے افضل عمل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ہر سات دن میں پڑھ لیا کرو۔ اس سے زیادہ نہ کرو تم پر تمہاری بیوی کا حق ہے، تم پر تمہارے مہمانوں کا حق ہے، اور تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، کہا: میں نے (اپنے اوپر) سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم نہیں جانتے شاید تمہاری عمر طویل ہو۔ کہا: میں اسی کی طرف آ گیا جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا، جب میں بوڑھا ہو گیا تو میں نے پسند کیا (اور تمنا کی) کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت قبول کر لی ہوتی۔ (صحیح مسلم)

(۹) آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل: دوسری حدیث میں آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مروی ہے: لوگو! اتنے اعمال کی پابندی کرو جتنے اعمال کی تم میں طاقت ہے کیوں کہ (اس وقت تک) اللہ تعالیٰ (اجر و ثواب دینے سے) نہیں اکتا تا حتی کہ تم خود اکتا جاؤ اور یقیناً اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب عمل وہی ہے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے چاہے وہ کم ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے جب کوئی عمل کرتے تو اسے ہمیشہ برقرار رکھتے۔

(۱۰) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عمل: حدیث میں ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کوئی ایسا مسلمان بندہ نہیں جو ہر روز اللہ کے لیے فرائض کے علاوہ بارہ رکعات سنتیں ادا کرتا ہے مگر اللہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتا ہے۔ یا اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔ (صحیح مسلم)

اسی حدیث میں دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے: قالت أم حبيبة: فما تركتهن منذ سمعتهن من رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال عنبسة: فما تركتهن منذ سمعتهن من أم حبيبة، وقال عمرو بن أوس: ما تركتهن منذ سمعتهن من عنبسة وقال النعمان بن سالم: ما تركتهن منذ سمعتهن من عمرو بن أوس۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب سے میں نے ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا، عنبسہ نے کہا: جب سے میں نے ان کے بارے میں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنا، میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا، عمرو بن اوس نے کہا: جب سے میں نے ان کے بارے میں عنبسہ سے سنا، میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا، نعمان بن سالم نے کہا: جب سے میں نے عمرو بن اوس سے ان کے بارے میں سنا، میں نے انہیں کبھی ترک نہیں کیا۔

☆☆☆


## مکتبہ ترجمان کی

### نصابی کتابیں

| | |
|---|---|
| چمن اسلام قاعدہ | 36/- |
| چمن اسلام اول | 30/- |
| چمن اسلام دوم | 36/- |
| چمن اسلام سوم | 40/- |
| چمن اسلام چہارم | 40/- |
| چمن اسلام پنجم | 50/- |
| چمن اسلام مکمل سیٹ | 232/- |

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی، مئو

## ضمیمۂ مضمون

# الفضل للمتقدم

مؤقر ''جریدہ ترجمان'' کے شمارہ یکم جولائی ۲۰۲۴ء میں ناچیز کے ایک مضمون، ''الفضل للمتقدم'' کی اشاعت کے بعد اواخر مارچ ۲۰۲۵ء میں محترم ومکرم فاضل گرامی شیخ صلاح الدین مقبول حفظہ اللہ کی ایک تالیف لطیف ''ساکنان قریۂ جاں'' مکتبہ دارالسلام مئو میں نظر پڑی، مستعار لے کر اسے غایت شوق ورغبت سے پڑھا، شیخ محترم نے اس کتاب میں اپنے دو دیرینہ مخلص دوستوں، شیخ رفیع احمد مدنی (سڈنی) حفظہ اللہ، اور علامہ شیخ عزیر شمس رحمہ اللہ کا دلچسپ تذکرہ لکھا ہے، نیز اس کے علاوہ بھی اس میں بہت سی دلچسپ مفید معلومات جمع فرمادی ہیں، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نوگڈھ (منعقدہ نومبر ۱۹۶۱ء) اور مرکزی دارالعلوم بنارس کے قیام کا بھی ذکر خیر فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اس آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نوگڈھ کے اجلاس میں مرکزی دارالعلوم کے قیام (کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے) کا فیصلہ کیا گیا۔ (ص ۲۸)

اگر صرف مرکزی دارالعلوم کی قدیم قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کا حتمی فیصلہ ہی لے لیا جائے تو اس (نوگڈھ کانفرنس) کے کامیابی کے لئے کافی ہے۔ (ص ۲۸)

شیخ محترم نے اس دعویٰ کی ایسے کسی حتمی فیصلہ کی نہ کوئی دلیل ذکر فرمائی ہے، نہ ایسے کسی عملی اقدام کی نشاندہی یا اس کی طرف کوئی اشارہ ہی فرمایا ہے جو قیام مرکزی دارالعلوم کے بارے میں نوگڈھ کانفرنس میں کیا گیا ہو۔ جبکہ مشارالیہ مضمون میں اس سلسلہ کی مذکورہ مختصر تفصیلات ہی پیش نظر ہوں تو مذکورہ دعوی کا خلاف واقع ہونا واضح ہے، چنانچہ اس مضمون میں بھی مدلل بیان ہوا ہے کہ:

مرکزی دارالعلوم بنارس کے قیام کے لئے عملی اقدامات تو ۱۹۵۹ء میں ہی شروع ہو گئے تھے، کیا مرکزی دارالعلوم کے لئے بنارس میں مناسب اراضی کا حاصل ہونا۔ اور جماعت وجمعیۃ کا اسی پر مرکزی دارالعلوم کے قیام کا حتمی فیصلہ کرنا اور اس پر مرکزی دارالعلوم کی عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے نظری نقشہ بنانا۔ اس نقشہ کو ترجمان مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۹ء میں نمایاں طور پر استصواب رائے کے لئے شائع ومشتہر کرنا۔ پھر پختہ نقشہ بنوانا۔ اور اسے بنارس کارپوریشن میں تعمیری منظوری حاصل کرنے کے لئے داخل کرنا اور کوشش کرکے جلد اس کی منظوری حاصل کرنا۔ اور تعمیر شروع کرنے کے لئے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے سرپرستی کرنے کی درخواست کرنا۔ کیا یہ سب محض قراردادیں ہیں؟ ان میں سے کوئی عملی اقدام نہیں ہے؟ یا یہ سب بلا شبہ یقیناً عملی اقدامات ہیں۔ تو کیا یہ سارے عملی اقدام نہیں ہیں؟ تو کیا یہ سارے عملی اقدامات قیام مرکزی دارالعلوم کو عملی جامہ پہنانے کے حتمی فیصلہ کے بغیر ہو رہے تھے؟ ظاہر ہے یہ سارے عملی اقدامات مرکزی دارالعلوم کے قیام کی قراردادوں کو عملی جامہ پہنانے کے فیصلے کے بعد ہی ہوئے ہیں۔ اور معلوم ہے یہ سب عملی اقدامات نوگڈھ کانفرنس سے پہلے ہوئے ہیں جبکہ میری معلومات کی حد تک نوگڈھ کانفرنس میں مرکزی دارالعلوم کے قیام کی بابت نہ ایسا کوئی مثبت عملی اقدام ہوا تھا، نہ عملی جامہ پہنانے کا کوئی حتمی فیصلہ ہوا تھا۔

چنانچہ عمائدین بنارس نے نوگڈھ کانفرنس سے پہلے مرکزی دارالعلوم کے قیام کے لئے مذکورہ بالا عملی اقدامات کرکے مرکزی دارالعلوم کی تعمیر شروع کرنے کے لئے آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے جو سرپرستی کی درخواست کی تھی، جس پر نوگڈھ کانفرنس کے موقع پر انعقاد کانفرنس سے ایک روز پہلے ۱۵/نومبر کو آفاق منزل میں منعقد میٹنگ میں غور وخوض ہوا تھا، تو اس درخواست کی منظوری بھی معلق اور ملتوی کردی گئی تھی۔ نوگڈھ کانفرنس کے موقع پر مرکزی دارالعلوم سے متعلق اس ایک کارروائی اور فیصلہ کے علاوہ کوئی اور فیصلہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، جیسا کہ اس موضوع پر میری دونوں کتابوں اور محولہ بالا مضمون میں بھی تفصیل مدلل مرقوم ہے۔ اگر عمائدین بنارس کی اس درخواست کو اس موقع پر منظوری دے دی گئی ہوتی تو یہ نوگڈھ کانفرنس میں مرکزی دارالعلوم کے لئے ایک مثبت عملی اقدام یا عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ ہوسکتا تھا، سو یہ بھی نہ ہوا۔ بلکہ یہ کام نوگڈھ کانفرنس کے ایک سال بعد نومبر ۱۹۶۲ء میں دہلی میں منعقد آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں ہوا۔ اور یہاں سے درحقیقت بات آگے بڑھی، جیسا کہ اس کی تفصیل اس موضوع پر شائع شدہ میری دونوں کتابوں میں مفصل ومدلل، اور محولہ بالا مضمون میں بھی مختصراً مذکور ہے۔ فتذکر

شیخ محترم جیسے صالح ومصلح سنجیدہ محقق سے رواروی ہی میں سہی ایسی خلاف واقع بات لکھ جانے کی امید نہیں تھی، جبکہ ان کے فاضل دوست شیخ رفیع احمد مدنی حفظہ اللہ نے اس موضوع پر اگرچہ تحفظات کے ساتھ بہت سنبھال کے لکھا ہے، تاہم انھوں نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ مرکزی دارالعلوم کے قیام کا خاکہ اس (نوگڈھ کانفرنس) سے پہلے تیار ہو چکا تھا۔ (جس کی بین دلیل مذکورہ بالا عملی اقدامات ہیں جو نوگڈھ کانفرنس سے پہلے انجام پذیر ہو چکے تھے۔)

(بقیہ صفحہ ۲۵ پر)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

مولانا محمد محب اللہ المحمدی

# شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا مختصر تعارف

نام ونسب: ابوعلی محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن برید بن محمد بن برید بن مشرّف۔آپ کا خاندان آل مشرف ہے جو اُشیقر نامی شہر میں آباد تھا،لیکن متعدد شہروں میں آپ کے خاندان کے افراد ہجرت کرتے رہے ،ہجرت کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

1۔شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے دادا شیخ سلیمان شہر اُشیقر میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے اور علم حاصل کیا یہاں تک کہ کبار مشائخ میں آپ کا شمار ہوگیا،روضہ سدیر کے لوگوں نے آپ کو منصب قضاء عطاء کیا اور آپ بحیثیت قاضی روضہ سدیر منتقل ہوگئے،پھر آپ نے عیینہ کا سفر کیا اور وہاں بھی قاضی بن گئے اور عیینہ کو مستقل وطن بنا لیا اور شیخ احمد بن محمد بن بسام کی بیٹی فاطمہ سے آپ نے شادی کرلی اور یہیں آپ نے آخری سانس لی اور عیینہ کی مٹی میں مدفون ہوئے۔

2۔شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کے والد مکرم یعنی عبدالوہاب رحمہ اللہ کی ولادت عیینہ میں ہوئی،اور آپ کی نشو ونما یہیں ہوئی،یہیں علم حاصل کیا اور فضل وکمال کے اعلیٰ درجہ تک پہنچے یہاں تک کہ عیینہ کے قاضی بن گئے،محمد بن عزّاز المشرفی کی دختر سے آپ کا نکاح ہوا اور اس کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک محمد دوسرے سلیمان، پھر آپ قاضی بن کر حریملاء منتقل ہوگئے۔

3۔شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے حریملاء سے عیینہ ہجرت کیا،اور حاکم عیینہ کی پھوپھی جوہری بنت عبداللہ بن معمر سے شادی کرلی،اور کچھ مدت یہاں گذار کر آپ نے درعیہ کا رخ کیا اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔شیخ محمد بن عبدالوہاب کے 6 بیٹے تھے علی،عبداللہ،حسن،حسین،ابراہیم،عبدالعزیز،اور آپ کی بیٹیاں بھی تھیں۔دیکھیے تفصیل کے لئے الدرر السنیۃ فی الاجوبۃ النجدیۃ 12 / 6 وترجمۃ امام الدعوۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب التمیمی صفحہ نمبر 11-15، شیخ محمد بن عبدالوہاب کی پیدائش شہر عیینہ میں ایک نیک،صالح علم وفضل والے خاندان میں ہوئی،آپ کے والد ایک بڑے عالم وفقیہ مفتی وقاضی تھے،شہر عیینہ اور اس کے ارد گرد کے لوگ آپ سے فتویٰ پوچھتے تھے اور مرجع خلائق تھے،عیینہ میں 14 سال اور حریملاء میں 14 سال تک قاضی رہے،شیخ محمد بن عبدالوہاب کے دادا سلیمان بھی عالم کبیر بلکہ رئیس العلماء ،علم غزیر اور صاحب کثیر التصانیف اور مفتئی نجد وقاضی روضہ سدیر وعیینہ تھے۔شیخ محمد بن عبدالوہاب پاکیزہ ماحول میں پروان چڑھے ابتدائی عمر میں قرآن پڑھا اور اپنے والد عبدالوہاب بن سلیمان کے پاس فہم دین اور علوم شرعیہ کے حصول کے لئے جدو جہد میں لگ گئے اور انتھک محنت کی،سن بلوغت کے بعد فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے بیت اللہ الحرام کا قصد کیا اور حرم شریف کے بعض شیوخ سے علم حاصل کیا۔پھر مدینہ طیبہ کا رخ کیا اور وہاں کے علماء سے ملتے رہے۔دو مہینہ تک وہاں قیام کیا اور اس وقت مدینہ کے مشہور علماء کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔شیخ محمد بن عبدالوہاب بلوغت سے قبل سن ابتدائی عمر سے ہی تحصیل علم کیلئے جدو جہد وکد کاوش کرنے لگے۔جائے پیدائش عیینہ کے مشائخ سے علم حاصل کیا،اور طلب علم کیلئے مکہ مدینہ،بصرہ،احساء وغیرہ کا بار بار سفر کیا۔شیخ رحمہ اللہ کے علمی اسفار ایک اندازہ کے مطابق بیس ہزار کیلومیٹر سے زائد ہیں۔اللہ تعالیٰ نے شیخ رحمہ اللہ کو ذہن ثاقب وفہم قوی عطا کیا تھا سریع الحفظ وقوی الادراک اور فرط ذکاوت سے مالا مال تھے،دس سال کی عمر ہونے سے قبل ہی قرآن حفظ کرلیا،اور بہت ساری احادیث کو ازبر کرلیا،شیخ رحمہ اللہ عفوو صفح، معاف کرنے کو پسند کرتے تھے۔شیخ رحمہ اللہ کے دادا شیخ سلیمان رحمہ اللہ کا دو باغ اُشیقر میں تھا،چنانچہ کچھ بدطینت لوگوں نے ان دونوں باغوں پر غاصبانہ قبضہ کرلیا۔جب عرصہ بعد شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کو نجد وحجاز میں شہرت ہوئی اور محمد بن سعود کے تعاون سے جب حکومت قائم ہوئی تو وہ غاصب وظالم آئے اور شیخ سے کہا ’’شیخ ہمارے پاس آپ کے دادا کا باغ ہے،اور ہم چاہتے ہیں کہ اس باغ کو ہمارے قبضے میں باقی رکھیں اور آپ یہ لکھ دیں کہ یہ ہمارا ہی باغ ہے تو شیخ نے جواب دیا،کہ،تم نے ناجائز قبضہ کرتے وقت ہم سے اجازت نہیں لی تھی،ہم تمہارے ناجائز قبضہ کر لینے کے بعد تم سے چھیننے نہیں آئیں گے۔آپ بڑے وفادار تھے،دوسرے کا احسان یاد رکھتے تھے،چنانچہ امیر عیینہ عثمان بن معمر نے جب شیخ کو بے یار ومددگار تنہا چھوڑ دیا اور شیخ کو عیینہ سے نکلنے کا حکم دیا تو آپ رحمہ اللہ نے درعیہ کا قصد کیا درعیہ میں امام محمد بن سعود نے شیخ کا پرتپاک استقبال کیا اور مدد کی،یہاں تک کہ شیخ رحمہ اللہ میدان دعوت وتبلیغ میں کامیاب ہوگئے۔شیخ رحمہ اللہ انتہائی زیادہ متواضع تھے،ابن بشر رحمہ اللہ نے کہا میں نہیں جانتا ہوں شیخ محمد بن عبدالوہاب جیسا کوئی ہے جو طالب علم،سائل،کسی ضرورتمند یا کسی فائدہ حاصل کرنے والے کیلئے اتنے نرم ورفق ومحبت سے پیش آتا ہو۔شیخ رحمہ اللہ حقد وحسد بغض سے کوسوں دور پاک دل انسان تھے،کسی کو کسی بات سے ٹھیس پہنچے،برا لگے اس سے بھی ڈرتے اور ناپ تول کر ضرورت کے مطابق گفت وشنید کرتے تھے،کسی کو نہ تنگ کرتے نہ چھیڑتے نہ کھلی اڑاتے،کوئی شیخ کو تنبیہ اور نصیحت کرتا اس کو پسند کرتے اور شکریہ ادا کرتے تھے،اور کوشش کرتے کہ کسی کو تکلیف نا پہنچے،ایک دوسرے کا احترام کرتے اور حسن گفتار وکردار کے ساتھ زندگی بسر کرتے۔ دیکھیے تفصیل کے لئے۔عنوان المجد فی تاریخ نجد 1 / 181،الرسائل الشخصیۃ 318۔

**اساتذہ وشیوخ**: شیخ رحمہ اللہ کے اساتذہ وشیوخ کی کثیر تعداد ہے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں۔ 1۔شیخ کے والد۔عبدالوہاب بن سلیمان۔2۔شیخ کے چچا ابراہیم بن سلیمان۔3۔شیخ محمد المجموعی البصری،.4 شیخ عبداللطیف العفالقی 5۔شیخ عبداللہ بن ابراہیم بن سیف النجدی،وغیرہ وغیرہ۔

**تلامذہ**: شیخ کے بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں۔1۔شیخ کے بیٹے۔علی بن محمد بن عبدالوہاب۔عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب،حسین بن محمد بن عبدالوہاب،عبدالعزیز بن محمد بن عبدالوہاب، شیخ کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن۔2۔حمد بن ناصر بن معمر۔ 3۔عبدالعزیز الحصین،4۔سعید بن حجی۔وغیرہ۔

**تصانیف**: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے جو کتابیں تحریر کیں ہیں وہ متعدد فنون میں ہیں، آپ متبحر عالم،علوم وفنون کے اندر گہری بصیرت،ژرف نگاہی ،مفسر،محدث، محقق ومفکر بلکہ آیۃ من آیات اللہ تھے۔آپ کی متنوع مصنفات وتالیفات مختلف فنون میں ہیں۔آپ کی کتابوں کا امتیاز یہ ہے کہ نصوص کتاب وسنت وآثار پر مبنی ہیں اور کثیر تعداد میں قرآن وحدیث واقوال سلف سے استدلال واستنباط موجود ہیں۔آپ کی کتابیں انتہائی مفید واہم ہیں،یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے آپ کی کتابیں پڑھنے کی وصیت کی اور تاکیدی حکم دیا ہے جیسا کہ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ نے کہا۔میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کتابیں پڑھو ،مطالعہ کرو اور اس میں مشغول ہو جاؤ اور جو دلائل ان کتابوں میں ہیں ان پر تدبر وتفکر کرو‘‘(بحوالہ المطلب الحمید فی بیان مقاصد التوحید صفحہ نمبر 290)

**آپ کی مولفات**: ۔1۔تفسیر میں آپ کی مولفات۔جیسے۔تفسیر سورہ فاتحہ،مختصر تفسیر سورہ انفال وحجرات تفسیر سورہ فلق،ناس، وتفسیر آیات میں القرآن الکریم،وغیرہ2۔علوم القرآن میں آپ نے فضائل القرآن کے نام سے لکھا ہے،3۔ حدیث میں آپ کی مولفات۔مجموع الحدیث علی ابواب الفقہ ، ومختصر فتح الباری،4۔ عقیدہ میں آپ کی مولفات۔نواقض الاسلام،القواعد الاربع،الاصول الثلاثۃ،کتاب التوحید،کشف الشبہات،مسائل الجاہلیۃ ، اصول الایمان مختصر الصواعق مختصر العقل والنقل مختصر الایمان،5۔فقہ میں آپ کی مولفات۔7۔آداب وسلوک میں۔مختصر المنہاج 8۔وعظ ونصیحت میں۔کتاب الکبائر، اور دیگر متعدد رسائل وغیرہ۔کتاب التوحید کی خصوصیات وامتیازات۔شیخ کی کتابیں اہل علم وطلبہ علم میں متداول ہیں، خصوصاً کتاب التوحید بہت زیادہ مشہور ہے اور مدارس وجامعات میں داخل نصاب ہے۔اور تاریخی مصادر بتاتے ہیں کہ یہ شیخ کی اولین تالیف میں سے ہے،اس کتاب کو علماء اور طلبہ میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔آج دنیا میں اسکے اس قدر نسخے پھیلے ہوئے ہیں کہ کثرت کے سبب شمار میں نہیں آسکتے۔علماء نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ابن بشر کہتے ہیں:’’مصنفین نے اس فن میں اس سے بہتر کتاب تالیف نہیں کی۔آپ نے اسے بہت خوب اور بہت عمدہ لکھا۔اور غایت ومراد کو پہنچ گئے‘‘ شیخ سلیمان بن حمدان نے اس کا وصف یوں بیان کیا ہے نادر انداز اور عظیم نفع کی کتاب ہے۔میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس جیسی کتاب آپ سے پہلے لکھی ہو۔چناچہ اس کا ہر باب ایک قاعدہ ہے جس پر بہت سے فوائد مبنی ہیں۔آپ کے بیشتر ہم زمانہ شرک اکبر اور اصغر میں واقع تھے۔اور اسی کو دین سمجھ رکھا تھا۔لہٰذا نہ اس سے توبہ کی جارہی تھی،نہ مغفرت مانگی جارہی تھی۔چنانچہ آپ نے صورت حال جان اور دیکھ کر یہ کتاب تالیف کی۔اس لیے یہ اس بیماری کی دوائے نافع ثابت ہوئی۔اس کی بہت سی شرحیں اور حواشی لکھی گئی ہیں۔ایک شرح تیسیر العزیز الحمید ہے، یہ شیخ سلیمان بن شیخ عبداللہ بن شیخ محمد بن عبدالوہاب کی تالیف ہے۔مگر مکمل نہیں ہے۔لہٰذا اس کی تکمیل شیخ عبدالرحمٰن بن حسن کی تہذیب سے کی گئی ہے۔جو’’باب ماجاء فی المصورین‘‘ سے شروع ہو کر آخیر کتاب تک جاتی ہے۔ایک اور شرح فتح المجید شرح کتاب التوحید‘ ہے۔یہ’’تیسیر العزیز الحمید کی تہذیب وتقریب اور تکمیل ہے۔تکمیل فائدہ کے لئے اس میں بعض عمدہ نقول کا اضافہ کیا گیا ہے۔اسے عبدالرحمٰن بن حسن بن الشیخ نے لکھا ہے۔اس کے علاوہ اور بھی شروح وحواشی ہیں۔اسی طرح شیخ عبداللہ بن رشید بن فرج کا تحریر کردہ ایک اور مخطوطہ، بریدہ میں شیخ عبداللہ ابراہیم التویجری کے ذاتی کتب خانے میں،ایک مجموعہ کے ضمن میں موجود ہے۔شیخ بسام بتلاتے ہیں کہ اس کی شرح فتح المجید کا ایک مخطوطہ عبدالعزیز بن صالح کے قلم سے موجود ہے،جس کی کتابت سے ۴۸۲۱ھ میں فراغت ہوئی۔یعنی یہ مولف کی زندگی ہی میں لکھی گئی جس کا خط عمدہ اور واضح ہے۔یہ غلطیوں سے خالی ہے۔اور اس پر امام فیصل بن ترکی کی اہلیہ کی طرف سے وقف لکھا ہوا ہے۔جس میں یہ عبارت بھی ہے،’’اس کا وکیل،ان کا نام محمد بن فیصل ہے۔یہ(وقف) جمادی الاولی ۷۸۲۱ھ میں ہوا۔بحوالہ۔شیخ محمد بن عبدالوہاب کا سلفی عقیدہ اور دنیائے اسلام پر اس کا اثر۔جلداول صفحہ نمبر 130-131۔

شیخ محمد بن عبدالوھاب کی وفات بروز سوموار اواخر شوال سن 1206 ہجری بمطابق 1791 عیسوی کو ہوئی ،شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ بارہویں صدی ہجری کے مجددین میں شمار کیے جاتے ہیں۔جنہوں نے پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ سر زمین حجاز میں اس وقت احیاء اسلام کے لیے کوششیں کیں جب سر زمین حجاز جاہلیت کے اندھیرے میں ڈوب چکی تھی اور شرک وبدعت کی وہی کیفیت پیدا ہوچکی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی،توحید وسنت کی معرفت لوگوں میں نہ کے برابر،غیر اللہ سے مدد طلب کی جاتی تھی،حلولی عقیدہ زور وشور سے پھیل رہا تھا، بعث بعد الموت کے منکرین کی تعداد بڑھ گئی تھی بتوں کی پرستش ہورہی تھی لوگ مرتد ہورہے تھے،اور پورے قرآن مجید کا ہی انکار کر بیٹھے تھے، چنانچہ شیخ صالح بن عبداللہ العبود نے اس زمانے کی کیا خوب تصویر کشی کی ہے فرماتے ہیں’’چنانچہ وہ اللہ وحدہ کی عبادت سے منحرف ہوکر مردہ اور زندہ اولیاء وصالحین کی عبادت کررہے تھے۔آفات و

مصائب میں ان ہی سے فریاد کرتے تھے۔اور حاجات ورغبات میں ان ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اور جمادات مثلاً پتھروں اور درختوں سے نفع اور نقصان پہنچنے کا عقیدہ رکھتے تھے۔اہل قبور کی پوجا کرتے تھے۔اور خوشحالی وبدحالی دونوں حالتوں میں ان ہی کی طرف دعاء ونذر پھیرتے تھے۔ یوں یہ لوگ جاہلیت اولی کے مشرکین سے بڑھے ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ مشرکین جب ضرر سے دوچار ہوتے تو دین کو خالص اللہ کے لیے کرتے ہوئے سے پکارتے تھے۔ البتہ جب اللہ انہیں نجات دیدیتا تو وہ مشرک ہوجاتے۔لیکن یہ لوگ اللہ کے ماسوا اپنے مزارات کی محبت اللہ کی محبت سے کہیں بڑھ کر کرتے تھے۔ جو دل کی گہرائیوں میں سرایت کیے ہوئے تھی۔اور چہرے اور زبان اور جوارح پر ظاہر ہوتی تھی۔انہوں نے اپنی عمریں اور زندگیاں حق اور اسے ظاہر کرنے والے کو دفع کرنے میں صرف کردی تھیں۔اور یہ حال کسی ایک ہی ملک کا ہی نہیں بلکہ بیشتر ممالک کا یہی حال تھا۔اسی طرح یہ بات صرف شیخ کے اول عہد میں نہ تھی۔ بلکہ اس کا آغاز پرانے دور سے تھا،جبکہ رسول اللہ صلی اللہ کے عہد اور آپ کے بعد قرون فاضلہ کے عہد کے بعد ہی تغییر و ابتداع اور اختلاف شروع ہو گیا۔پھر زمانوں پر زمانے بیتے برسوں پر برس گذرے۔مگر گمراہی بڑھتی ہی گئی۔اور ضلال پھیلتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ ایسے لوگ آئے جنہوں نے سمجھا کہ یہ گمراہی و بدعات ہی دین ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے آباو واجداد اور اسلاف کو اسی پر پایا تھا، نجد کے شہروں میں اس کا بہت بڑا اثر تھا۔لوگ حبیلہ میں زید بن خطاب کی قبر کے پاس آتے،اور انہیں مشکل کشائی اور ازالہء مصیبت کے لیے پکارتے تھے۔وہ لوگوں میں اس کام کے لیے مشہور تھے۔اور حاجت روائی کے لیے ان کا چرچا تھا۔لوگوں کا خیال تھا کہ درعیہ میں قریوہ کے اندر بعض صحابہؓ کی قبریں ہیں۔وہاں ایسی منکر حرکتیں کرتے تھے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔الفدا کے شہر چہ میں ایک نر کھجور کا درخت تھا۔ جس کے پاس مرد اور عورتیں آکر وہاں نہایت بدترین حرکتیں کرتے تھے۔اس کھجور سے برکت ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے۔اور اس پر عقیدہ رکھتے تھے۔جب عورت کی شادی میں دیر ہوتی تو وہ وہاں آکر دونوں ہاتھ سے اسے چمٹا لیتی۔اور امید رکھتی کہ وہ اسکی مشکل دور کردے گا۔ چنانچہ کہتی اے نروں کے نرا! میں سال بیتنے سے پہلے شوہر چاہتی ہوں( بحوالہ شیخ محمد بن عبد الوہاب کا سلفی عقیدہ اور دنیائے اسلام پر اس کا اثر 1/43) شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ نے اس کیفیت کو دیکھا تو مضطرب ہوگئے۔اور اپنی پوری قوت وتوانائی،وصلاحیت وقابلیت کو احیاء اسلام کے لیے وقف کردیا۔نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے دست مبارک پر لاکھوں انسانوں نے توبہ کیا اور فساق و فجار داخل اسلام ہو کر اسلام کے سچے خادم بن گئے نجد کے مختلف علاقوں میں آپ کی مساعی سے بفضل اللہ وعونہ مسجدیں آباد ہوگئیں اور لوگ کتاب وسنت کے علوم کی تحصیل میں منہمک ہوکر اور صحیح دین پر چلنے لگے۔ ☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۲ کا)

ناچیز نے یہ چند سطریں بادل ناخواستہ محض اس لئے تحریر کردی ہیں کہ کسی کو خواہ مخواہ کوئی مغالطہ نہ ہو۔ بہرحال نوگڈھ کانفرنس ایک کامیاب تاریخی کانفرنس تھی جو مسلکی بیداری اور جماعتی جوش وخروش کا باعث ہوئی، اوراسی میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے دستور جدید کی تشکیل کا فیصلہ ہوا، اور پھر اس کے مطابق جدید انتخاب کی راہ ہموار ہوئی جس کا مطالبہ برسوں سے ہورہا تھا، جیسا کہ مولانا عبدالحمید رحمانی رحمہ اللہ کی تحریروں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔

اور جیسا کہ خطیب الاسلام مولانا جھنڈانگری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اس اجلاس (نوگڈھ) کی کامیابی اور سرفرازی صرف ایک چیز ہے، اور وہ ہے دستور جدید کی تشکیل (کی منظوری)....جسے جماعتی احیاء وترقی کے لئے ہماری محترم سب کمیٹی تیار کرے گی...'' (ترجمان دہلی شمارہ یکم جنوری ۱۹۶۲ء نوگڈھ کانفرنس نمبر، ص ۴۴)

بہرحال شیخ محترم کی مذکورہ تعبیر سے یہ ثابت ہے کہ وہ اور لوگوں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ: ''نوگڈھ کانفرنس میں...مرکزی دارالعلوم کے قیام کا فیصلہ کیا گیا اور اس کی تخلیق وتعمیر کا خاکہ مرتب کیا گیا'' (مفکر جماعت مولانا عبدالجلیل رحمانی، ص ۱۱۶) بلکہ موصوف یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ نوگڈھ کانفرنس سے پہلے ہوا ہے۔ فیہا۔

البتہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ''نوگڈھ کانفرنس میں مرکزی دارالعلوم کے قیام کی قرارداد اور خاکہ کو عملی جامہ پہنانے کا حتمی فیصلہ کیا گیا۔'' حالانکہ یہ محل نظر بلکہ نادرست ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا۔

☆☆☆

**مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش**

# کتاب الآداب

**مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلھوب**

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

**تقدیم**

**مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی**

صفحات:665 قیمت:-/300

# مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام پندرہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کا حسن آغاز کل ۴؍ مئی سے

دہلی: ۲؍ مئی ۲۰۲۵ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام حسب سابق امسال بھی ائمہ، دعاۃ ومعلمین کی تربیت کے لیے پندرہواں آل انڈیا دورۂ تدریبیہ (ریفریشر کورس) برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین مورخہ ۴؍تا ۱۰؍مئی ۲۰۲۵ء مطابق ۵ تا ۱۱؍ذو القعدہ ۱۴۴۶ھ، بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہو رہا ہے، جس میں ملک کی جملہ ریاستوں سے ائمہ، دعاۃ اور معلمین شریک ہو رہے ہیں۔ اس ریفریشر کورس کا حسن آغاز مورخہ ۴؍مئی ۲۰۲۵ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی میں ہوگا۔ یہ جانکاری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے ذرائع ابلاغ کے نام جاری اخباری بیان میں دی گئی۔

اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے کہا کہ تدریب وٹریننگ انسانی زندگی کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس سے صلاحیتوں میں نکھار آتا ہے، فعالیت میں اضافہ ہوتا ہے اور میسر وسائل کو منظم طور پر احساس ذمہ داری کے ساتھ استعمال کر کے قوم وملت اور انسانیت کی خدمت کا سلیقہ ماہرین سے سیکھنے کو ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر مہذب قوم ہر شعبہ حیات میں تدریب وٹریننگ کو لازمی قرار دیتی ہے۔ دعوت الی اللہ، اصلاح معاشرہ، خدمتِ انسانیت اور نئی نسل کی دینی تعلیم وتربیت جو کہ ایک انبیائی کام اور عظیم ذمہ داری ہے، وہ اس بات کی زیادہ متقاضی ہے کہ اس سے وابستہ علماء ودعاۃ، ائمہ اور معلمین کو تدریب وٹریننگ کے مرحلہ سے بہر طور گزارا جائے تاکہ مؤثر طور پر دعوت واصلاح، تعلیم وتربیت اور خدمت ملک وملت اور انسانیت کا فریضہ انجام دیا جاسکے۔

امیر محترم نے کہا کہ انہیں مقاصد کے پیش نظر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند ہر سال ائمہ، دعاۃ ومعلمین کی تدریب وٹریننگ کا بالالتزام اہتمام کرتی ہے جس میں پورے ملک سے ائمہ ودعاۃ اور معلمین شریک ہو کر اکابر علمائے کرام، دینی وعصری جامعات کے موقر اساتذہ اور مختلف شعبہ حیات کے ماہرین کے علم وتجربے سے استفادہ کر کے سماج ومعاشرہ اور ملک وملت کی تعلیم وتربیت، اصلاح اور خدمت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

پریس ریلیز کے مطابق اس سات (۷) روزہ ریفریشر کورس میں ہر روز مختلف دینی، دعوتی، تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی موضوعات پر ماہرین کے چار وقیع محاضرے ہوں گے۔ اس دوران ایک ورک شاپ اور ادبی وثقافتی محفل کا بھی اہتمام ہوگا۔ اسی طرح حفظ منتخب سور واحادیث، ادعیہ واذکار ماثورہ اور قیام اللیل کے خصوص اہتمام کے ساتھ شرکائے دورہ مختلف موضوعات پر مقالے بھی تحریر کریں گے۔

## ائمہ، دعاۃ ومعلمین فتنہ وفساد، خوف دہشت گردی اور بدامنی کا سد باب کرتے ہیں اور فکری وعملی انتہا پسندی سے بچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام پندرہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کا شاندار آغاز اور علماء ودانشوران کا بصیرت افروز خطاب

دہلی: ۴؍مئی ۲۰۲۵ء

دعوت واصلاح اور تعلیم وتربیت انبیائی کام ہے اور اسی میں امت اور ملک وملت کی سعادت وبھلائی اور خیر کا راز مضمر ہے اور وقت کے سارے فتنوں اور شر وفساد سے بچنے کا سامان ہے۔ آج انسانیت اس قدر فساد وبگاڑ اور ظلم ودہشت گردی میں اس لئے مبتلا ہے کہ امت نے اپنے نصب العین کو فراموش کر دیا، جب تک افراد امت خاص طور پر ائمہ، دعاۃ ومعلمین سماج سدھار اور دعوت وتربیت کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے، فتنہ وفساد سے بچتے رہیں گے۔ انبیائے کرام خصوصا نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے اسی ہمت وحکمت اور وسطیت واعتدال کا سبق ملتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف آج مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام پندرہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے افتتاحی اجلاس منعقدہ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں صدارتی خطاب کر رہے تھے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ ائمہ، دعاۃ ومعلمین ملک وملت اور انسانیت کے بھی

خواہ ہیں جو سماج ومعاشرے میں اتحاد واتفاق، یکجہتی، خیر سگالی، انسان دوستی، امن وآشتی اور رواداری کی تبلیغ کرتے ہیں اور فتنہ وفساد، خوف ودہشت گردی اور بدامنی کے سدباب کے لیے جدوجہد صرف کرتے ہیں۔ ملک وملت کی فلاح اور بقا وتحفظ کا راز علمائے کرام کے وجود میں مضمر ہے۔ حکومتیں اور انتظامیہ ظاہری طور پر فساد روکتی ہیں، لیکن مصلحین ودعاۃ انسان کو انسان بناتے ہیں اور باطنی وروحانی اور فکری وعملی طور پر ملک ومعاشرہ کو دہشت گردی سے پاک کرتے ہیں۔ اس لیے آپ علمائے کرام اپنے مقام ومنصب کو سمجھیں۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں تمام شرکائے دورہ تدریبیہ کو مبارکباد پیش کی اور ان کو دورہ میں بھیجنے والی صوبائی جمعیتوں اور ذمہ داران مساجد ومدارس اور علماء ومحاضرین وحاضرین کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

ناظم اجلاس ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی نے سب سے پہلے ملک کے کونے کونے سے تشریف لائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کو خوش آمدید کہا اور دورہ تدریبیہ کی اہمیت وضرورت اور تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی متنوع دینی، دعوتی، تعلیمی، تربیتی، اشاعتی، رفاہی اور قومی وملی خدمات کا مختصر خاکہ پیش کیا، اور کہا کہ اس دورہ تدریبیہ کا انعقاد بھی ملی تناظر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی اولیات میں سے ہے۔

اس افتتاحی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد یوپی کے شیخ الحدیث مولانا احمد مجتبیٰ سلفی نے کہا کہ ریفریشر کورس وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اس کے انعقاد کے لئے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

عالم اسلام کی معروف علمی وتحقیقی شخصیت ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار پریوائی سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اپنے وقت قیام سے ہی ملک کے اندر پھیلی تاریکی اور بدعات وخرافات کے خاتمے کیلئے جدوجہد کی اور صحیح دین کی تعلیم وتبلیغ کی ہر جانب کوشش کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ترجیحات میں دین کی صحیح تبلیغ اور انسانیت کی خدمت شامل ہے اور یہی اس کی بنیاد بھی ہے، اور اسی وجہ سے ریفریشر کورس جیسا بہترین پروگرام گزشتہ بیس برسوں سے منعقد ہو رہا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد چند دنوں تک ایک خاص دعوتی ماحول میں رہ کر اپنے نفس کا محاسبہ کرنا اور اپنے اجڑے ہوئے دلوں میں دوبارہ حرارت پیدا کرنا ہے۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر مولانا عبدالسلام سلفی نے کہا کہ دورہ تدریبیہ ایک مبارک اور عظیم کوشش ہے، جسے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے پلیٹ فارم سے شروع کیا گیا تھا اب یہ کورس ملک کی بیشتر ریاستوں میں اور دیگر اداروں میں عام ہو چکا ہے۔ اس پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی قیادت مبارکباد کی مستحق ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مفتی عام مفتی جمیل احمد مدنی نے کہا کہ عام طور پر تربیت اور رہنمائی کی کمی کی وجہ سے نئی نسل کے دعاۃ ومعلمین متعدد غلطیاں کرتے ہیں، لیکن مرکزی جمعیت اہل حدیث نے اس ریفریشر کورس کے ذریعے دعاۃ ومعلمین کی تدریب کا بہترین نظم کیا ہے جس کے لئے ہماری قیادت مبارکباد کے مستحق ہے۔

عالم اسلام کے معروف محقق ومصنف مولانا صلاح الدین مقبول احمد مدنی سرپرست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کلمات تشکر پیش کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اسلاف کرام طلب علم کے لئے مہینوں کا سفر کیا کرتے تھے۔

اس اختتامی اجلاس میں بزرگ عالم دین مولانا وسیم احمد مدنی، المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ کے استاذ مولانا عبدالغنی مدنی، جامعہ ریاض العلوم دہلی کے استاذ مولانا عبدالمبین ندوی اور جامعۃ التوحید بھیونڈی مہاراشٹر کے صدر جناب عبدالحمید خان نے بھی اپنے تاثرات بیان کئے اور ریفریشر کورس کے انعقاد پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ذمہ داران خصوصا امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو مبارکباد پیش کی اور اس پروگرام کو وقت کی بڑی ضرورت قرار دیا۔

پروگرام کا آغاز مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام چل رہے اعلی تعلیمی وتحقیقی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ کے طالب علم محمد ساحل کے تلاوت کلام پاک ہوا۔ واضح رہے کہ اس دورہ تدریبیہ میں ملک کی بیشتر ریاستوں سے ائمہ، دعاۃ ومعلمین شریک ہیں۔ اس افتتاحی پروگرام کے بعد اس دورہ تدریبیہ کا باقاعدہ آغاز ہو گیا، جو ۱۰/مئی ۲۰۲۵ء کی شام تک جاری رہے گا اور اس میں مختلف علوم وفنون کے ماہرین علمائے کرام ودانشوران عظام کے محاضرے ہوں گے۔ پہلا محاضرہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن عبدالجبار پریوائی صاحب نے ''طائفہ منصورہ کی پہچان اور مختلف ادوار میں اس کا تسلسل'' کے عنوان پر اور دوسرا محاضرہ مولانا عزیز احمد مدنی استاذ جامعہ اسلامیہ سنابل نے ''دعوت الی اللہ: اسلوب ووسائل'' کے عنوان پر دیا، جبکہ تیسرا محاضرہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا ''غلو اور اس کے مضرات'' کے عنوان پر ہوا۔ اس موقع پر علماء وعوام اور خواص کی بڑی تعداد موجود تھی۔

## آ گیا ہے آپریشن سندور پر مکمل اتفاق واتحاد کے مظاہرے کا صحیح اور اہم وقت: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

نئی دہلی: 7 مئی 2025 (پریس ریلیز)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی نظر میں وقت اور زمانہ کا سب سے بڑا ناسور

اور سنگین جرم اور انسانیت کے لئے خطرناک اور گھناؤنا گناہ دہشت گردی ہے، خواہ وہ جہاں ہو، جس شکل میں اور جس پیمانے پر ہو، کیونکہ ایک جان کو ناحق مار ڈالنا ساری انسانیت کا قتل ہے اور فتنہ وفساد کا باعث ہے، لیکن اگر یہ دہشت گردانہ سرگرمی عوام اور ملک کے خلاف ہو اور اس سے عوام وملک کے امن وسلامتی پر آگرادنی آنچ آرہی ہو تو اس کی شناعت اور خطرناکی مزید بڑھ جاتی ہے اور مرکزی جمعیت اس کی بیخ کنی کو واجب گردانتی ہے۔

ملک کی بہادر وجانباز مسلح افواج اور چوکس سیکورٹی اداروں نے اس ظلم وعدوان کے مرتکبین اور عالمی وآپسی امن معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والوں پر جو آپریشن سندور شروع کیا ہے، اس پر پورا ملک متحد ہے، اور اتفاق واتحاد اور قومی یکجہتی کے مظاہرے کا یہی سب سے اہم موقع ومحل ہے۔

لہذا ہم فوج کے ساتھ پوری مضبوطی اور یکجہتی کے ساتھ کھڑے ہیں اور پُرزور انداز میں اس بات کی تاکید وتائید اور اپیل کرتے ہیں کہ تمام بھارتی صحیح معنوں میں قومی یکجہتی، اتفاق واتحاد اور ایثار وقربانی کے جذبے سے سرشار ہوکر ان حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کریں، امن وسلامتی کی دعا کریں اور کوئی ایسی بات ہرگز نہ کریں جس سے قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو صدمہ پہنچتا ہو۔

## پندرہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کا اختتامی اجلاس ۱۰؍مئی کو بعد نماز مغرب

دہلی: ۹؍مئی ۲۰۲۵ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام ایک ہفتہ سے جاری ائمہ، دعاۃ ومعلمین کی تربیت کے لیے پندرہواں آل انڈیا دورۂ تدریبیہ (ریفریشر کورس) کا اختتامی اجلاس مورخہ ۱۰؍مئی ۲۰۲۵ء کو بعد نماز مغرب اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی میں نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوگا، جس میں پورے ملک سے دورے سے شریک ائمہ، دعاۃ، ومعلمین کو توصیفی اسناد سے نوازا جائے گا۔ اس اہم پروگرام میں ملی تنظیموں کے ذمہ داران، اساتذہ وذمہ داران عصری جامعات اور دانشوران ملک وملت کے خطابات بھی ہوں گے۔ یہ جانکاری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے ذرائع ابلاغ کے نام جاری اخباری بیان میں دی گئی۔

واضح رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام ہر سال ائمہ، دعاۃ ومعلمین کی تدریب وٹریننگ کے لئے آل انڈیا ریفریشر کورس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی یہ ریفریشر کورس مورخہ ۴؍تا ۱۰؍مئی ۲۰۲۵ء مطابق ۵ تا ۱۱؍ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ، بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی جاری ہے۔ اس کا آغاز مورخہ ۴؍مئی ۲۰۲۵ء کو صبح آٹھ بجے ہوا تھا۔ اس ریفریشر کورس میں علمائے کرام اور اساتذۂ عصری جامعات کے علاوہ مختلف شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والی اہم شخصیات کے مختلف اہم موضوعات مثلاً موجودہ حالات میں تعلیم وتربیت، تزکیہ واصلاح نفس، زہد وورع اور حقوق ومعاملات کی ادائیگی، اصلاح معاشرہ، خدمت خلق، دہشت گردی کی بیخ کنی، قومی یکجہتی کے قیام، صفائی وستھرائی، فضائی آلودگی سے تحفظ وغیرہ موضوعات پر محاضرے ہوئے، اس دوران ادبی وثقافتی مجلس کا بھی انعقاد عمل میں آیا، نیز تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک ورک شاپ کا بھی اہتمام ہوا۔

پریس ریلیز میں عوام وخواص سے گزارش کی گئی ہے کہ اس اختتامی پروگرام میں شریک ہوکر اس ریفریشر کورس کے پیغام کو عام کرنے میں معاون بنیں۔

## مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر، ملکی وملی مسائل سے متعلق اہم قراردادیں منظور، پہلگام میں دہشت گردی کی سخت مذمت اور اس کے خلاف آپریشن سندور پر مکمل اتفاق واتحاد اور ملک کی مسلح افواج سے اظہار یکجہتی، مملکت انسانیت سعودی عرب کی خطے میں حالات معمول پر لانے کی مساعی جمیلہ کی تحسین وتعریف

دہلی۔۱۰؍مئی ۲۰۲۵ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا ایک اہم اجلاس امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ملک کے بیشتر صوبوں سے آئے معزز اراکین عاملہ، ذمہ داران صوبائی جمعیات اور مدعوئین خصوصی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

امیر محترم نے اجلاس میں خیر مقدمی کلمات کے بعد جامع ترین تذکیری وتوجیہی خطاب فرمایا اور عقیدۂ توحید کی اصلاح، اتباع کتاب وسنت، تقویٰ وطہارت، اتحاد ویکجہتی، اخوت وبھائی چارہ، حسن اخلاق اور اعتدال ووسطیت کی اہمیت وضرورت اور معنویت پر روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور انسان دوستی نیز اسلام کی بیش بہا انسانیت نواز وروشن تعلیمات سے برادران وطن کو روشناس کرانے کی ضرورت پر بطور خاص زور دیا۔ علاوہ ازیں ہر طرح کی دہشت گردی، بدامنی ومذہبی منافرت اور اشتعال انگیزی کی سخت الفاظ میں مذمت کی اور پوری ایمانی قوت، صبر وضبط، ہمت وحوصلہ، حکمت ودانائی کے ساتھ خیر امت کا فریضہ ادا کرتے رہنے کی تلقین

کی اوراخلاص،توبہ وانابت،تزکیہ نفس اوردلوں کی اصلاح کرنے کی اپیل ودعا کی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی مولانا محمد ہارون سنابلی اپنی ناسازی طبع کے باجود شریک اجلاس ہوئے اورانہوں نے مرکزی جمعیت کی کارکردگی اورکانفرنس کی رپورٹ پیش کی جس کی شرکاء اجلاس نے توثیق کی اورمولانا کی صحت وعافیت اورتوانائی کا عملی معائنہ پرخوشی ومسرت کا اظہارکیا۔اس کے بعدناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے جمعیت اورکانفرنس کے حسابات پیش کیے جن پر ہاؤس نے اطمینان واعتماد کا اظہارکیا۔میٹنگ میں جمعیت کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا گیااور مستقبل میں دعوتی،تعلیمی، تنظیمی ،تعمیراتی،رفاہی منصوبوں اورانسانی خدمات کومہمیز دینے پرغورکیا گیا۔علاوہ ازیں جمعیت کے مالی استحکام بالخصوص اہل حدیث منزل اوراہل حدیث کمپلیکس میں زیرتعمیر کثیرالمقاصدعمارتوں کے لئے ملکی سطح پراہل خیرحضرات کازیادہ سےزیادہ تعاون حاصل کرنے کی اپیل کی گئی۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہندکی مجلس عاملہ کےاس اجلاس میں انسانیت،قوم وملت، عالمی مسائل سے متعلق اہم قراردادیں اورتجاویز پاس ہوئیں،جن میں عقیدۂ توحیدکی اہمیت وافادیت،دنیامیں امن وشانتی کے قیام کے لئے بین مذاہب مکالمہ کی ضرورت پرزور،اسلامی تعلیمات سے متعلق بے بنیادغلط فہمیوں کے ازالےاورعلماء، ملی تنظیموں کے سربراہوں اور ذمہ داران سے ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی سے گریز کرنے کی تاکیداورباہمی تعاون کی اپیل کی گئی۔

قرارداد میں وقف ترمیمی ایکٹ کوآئین ہند کے منافی اوراسے ملک کی سب سے بڑی اقلیت کی وقف املاک میں مزید ناجائزقبضوں کا راستہ ہموار ہونے کے مترادف قراردیتے ہوئے اس قانون کوکالعدم کرنے کی پُرزوراپیل اوراین سی ای آرٹی کی نصابی کتابوں سے مسلم بادشاہوں کی تاریخ اوران کے ملک کے لئے کارناموں کے ابواب کوحذف کرنے پرتشویش کا اظہارکرتے ہوئے ملک کے لئے نقصان دہ قراردیا گیاہے۔علاوہ ازیں ملک کی بعض ریاستوں میں مدارس کوغیرقانونی اوران کی تعلیم کو غیرمفیدوغیرمعیاری قراردےکر بندکرنے کے اقدام کواقلیتوں کےآئینی حق کوسلب کرنے کی کوشش اوراتراکھنڈمیں یکساں سول کوڈکےنفاذکوآئین مخالف قراردیا گیا۔

اسی طرح اردو سے متعلق عدالت کے فیصلے کا خیرمقدم کرتے ہوئے قرارداد میں تحفظ مذہبی مقامات ایکٹ ۱۹۹۱ء پرعمل کویقینی بنانے کے لئے مرکزی حکومت اور عدالتوں سے اپیل کی گئی۔مجلس عاملہ کی قرارداد میں بڑھتی مہنگائی ، بے روزگاری، ناخواندگی اورعدم تحفظ کوملک کےسنگین مسائل قراردیتے ہوئےحکومتوں سےان عوامی مسائل پرقابوپانے کےلئےمؤثراقدامات کرنے کی اپیل کی گئی۔عاملہ کی قراردادمیں قومی میڈیاسےاپنی ذمہ داری غیرجانبدارانہ طریقے سے نبھانے اوراشتعال انگیز بیانات کوکورنج نہ دینے کی اپیل کی گئی۔قرارداد میں واضح کیا گیاہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا،اس لئے اس کوکسی مذہب سے جوڑنا سراسرغلط ہے۔پہلگام دہشت گردانہ حملہ کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے سیاحوں کے تحفظ کویقینی بنانے کے لیےمؤثروٹھوس اقدامات کرنے پرزوردیا گیااوراپنی جان پرکھیل کران کی جان بچانے اورزخمیوں اورپسماندگان کی خدمت اور پناہ دینے والےکشمیریوں کی ستائش وتحسین کی گئی۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں ملک وملت کےصاحب ثروت حضرات سےایسے عصری ودینی اداروں کے قیام کی ضرورت پرزوردیا گیاہے جہاں ملت کے بچے اور بچیاں اسلامی شعائرکی پابندی کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں۔علاوہ ازیں قرارداد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کےہفت روزہ ریفریشرکورس کےانعقادکی ستائش، اسےوقت کی اہم ضرورت اورسعودی عرب ہندتجارتی تعلقات کووسعت دینےکوخوش آئندقدم قراردیا گیا۔اسی طرح قرارداد میں ملک وملت اور جماعت کی سرکردہ شخصیتوں کےانتقال پرگہرےرنج وغم کااظہارکیا گیاہے۔

مجلس عاملہ کی میٹنگ میں کہا گیا کہ جنگ کسی بھی مسئلہ کاحل نہیں لہٰذافریقین کو مذاکرات کےذریعہ اپنےمتعلقہ تنازعات اورمسائل کوحل کرلیناچاہئےاوراجلاس نے ہندوپاک کے درمیان جاری کشمکش،کشیدگی اورجھڑپوں کوختم کرنے اورخطے میں امن اورپرسکون ماحول بنانے کی مملکت انسانیت سعودی عرب کی مساعی جمیلہ کوسراہااوراس کی تحسین کی اوراپنےاس ایقان واذعان کا اظہارکیا کہ مملکت سعودی عرب نے جس طرح دیگر براعظموں میں باہم دست وگریبان ممالک کے درمیان مصالحت ومفاہمت کی کوشش کرتی رہی ہےاسی طرح برصغیرمیں بھی اپنامصالحتی کرداراداکرے گی اوراس کی مصالحتی کوششیں ان شاءاللہ رنگ لائیں گی۔کیونکہ سعودی عرب کے وطن عزیز سے تعلقات دیرینہ وبہتر سے بہتر رہے ہیں۔مجلس عاملہ کی قرارداد میں اقوام عالم سے اسرائیل کے ذریعہ معصوم بچوں اورعورتوں کےاجتماعی قتل ونسل کشی پر روک لگانے اوراسرائیل کوعالمی قوانین کا پابند بناتے ہوئےفلسطینیوں کےحقوق کےتحفظ اوران کی وہاں بازآبادکاری اورراحتی سامان واشیاء کی رسدکویقینی بنانے کی اپیل کی گئی ہے۔

## پُرامن معاشرے کی تعمیر،آزادی اوراتحادویکجہتی کے تحفظ،اورجذبہ حب الوطنی واحترام انسانیت کےفروغ میں ائمہ،دعاۃومعلمین کاکلیدی کردار:

# مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی
## پندرہواں آل انڈیا ریفریشر کورس کے باوقار اختتامی اجلاس میں اکابر علماء ودانشوران کا خطاب
## تفویض اہل حدیث ایوارڈ

دہلی: ۱۲/مئی ۲۰۲۵ء

ائمہ، دعاۃ ومعلمین ملک ومعاشرہ کے سب سے بڑے محسن ہیں، ان کے زیر تربیت ملک وقوم اور ملت کا مستقبل پروان چڑھتا ہے اور وہ اپنے دم قدم سے امن و شانتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے قیام، حب الوطنی، اتحاد ویکجہتی اور جذبہ انسانیت کے فروغ، تعلیم یافتہ اور صالح معاشرہ کی تعمیر، خوف ودہشت سے پاک ماحول کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ ان ائمہ دعاۃ ومعلمین کی صحیح خطوط پر ٹریننگ اور تدریب کی جائے اور ان کو اس کے لیے مناسب مواقع، وسائل اور ماحول فراہم کرائے جائیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند تقریبا 20 سالوں سے یہ اہم ذمہ داری بڑی پابندی کے ساتھ ادا کر رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے کیا۔ موصوف مورخہ 10 مئی 2025ء کو بعد نماز مغرب، اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی میں منعقد مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام سات روزہ پندرہواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کے باوقار وپُر رونق اختتامی اجلاس میں شرکائے دورۂ تدریبیہ، اراکین مجلس عاملہ، ذمہ داران ملی تنظیمات اور عوام وخواص کی بڑی تعداد سے صدارتی خطاب فرما رہے تھے۔

امیر محترم نے کہا کہ دنیا میں اگر کسی کام کے لیے ٹریننگ کی ضرورت پڑسکتی ہے اور ضرور پڑتی ہے تو اس میں سے دعاۃ الی اللہ، ائمہ اور مدرسین کی ٹریننگ از حد ضروری ہے۔ اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلے میں تعلیمات موجود ہیں اور خود اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال تربیت فرمائی تھی۔

امیر محترم نے کہا کہ یہ تو کہا جاتا ہے کہ ہمارے فوجی دستوں کے موجود ہوتے ہوئے دہشت گردانہ حملہ کیسے ہوگیا، لیکن ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ ان ائمہ، دعاۃ ومعلمین اور قائدین ملک وملت اور دھرم گرووں کے ہوتے ہوئے کیسے ایک بچہ خونخوار اور دہشت گرد بن جاتا ہے اور نسل کشی کیلئے آمادہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے ائمہ ودعاۃ کو اپنا رشتہ اپنے رب سے جوڑ کر نہایت اخلاص، مستعدی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ نسل نو کی تربیت اور اصلاح معاشرہ کا کام انجام دینا چاہیے۔ اور ''العالم خبیر بزمانہ'' کی عملی تفسیر بھی ہونی چاہیے۔

امیر محترم نے اپنے خطاب میں تمام مہمانان گرامی قدر خصوصا مؤقر اراکین مجلس عاملہ، ذمہ داران ملی تنظیمات، پورے ملک سے آئے ہوئے دورہ کے شرکاء، ان کے اہل خانہ، ان کو دورہ میں بھیجنے والی صوبائی جمعیات، مدارس وجامعات، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داران وکارکنان، اور اجلاس میں موجود عوام وخواص سب کا شکریہ ادا کیا اور سب کو مبارکباد پیش کی۔

ناظم اجلاس مولانا محمد ریاض سلفی نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے اپنے افتتاحی خطاب میں تمام شرکائے دورہ اور حاضرین کا تہ دل سے استقبال کیا اور مرکزی جمعیت کی متنوع گراں قدر دینی، دعوتی، تعلیمی، تربیتی، علمی وتحقیقی، نشریاتی، رفاہی اور قومی وملی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے دورہ تدریبیہ کو ان خدمات کا مبارک تسلسل بتایا اور تدریبیہ کے مشتملات اور سرگرمیوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

اس اختتامی اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی شیخ بدر العزیز ی سعودی سفارت خانہ دہلی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ذمہ داران، خصوصا امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی دینی واسلامی اور انسانی خدمات اور اتحاد واتفاق کے لئے مساعی اور دورۂ تدریبیہ کے انعقاد پر ان کا شکریہ ادا کیا اور تمام شرکاء کو مبارکباد پیش کی۔

مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قاسمی صدر شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی نے کہا کہ دعوت کا کام پیغمبرانہ کام ہے، اس میں استقامت اور عزیمت کی ضرورت ہوتی ہے، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ عزیمت واستقلال اور استقامت کے ساتھ مسلسل ائمہ، دعاۃ اور معلمین کی تدریب وٹریننگ کا کام انجام دے رہے ہیں۔

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے نائب ایکٹو صدر اور سابق صدر نوید حامد نے کہا کہ اخلاص واستقامت، دوراندیشی، وسعت قلبی اور ہر طرح کے تعصب سے دوری مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کی زندگی کے جلی عنوانات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی دعوت پر مختلف مکاتب فکر کے اکابرین لبیک کہتے ہیں۔ یہ دورہ تدریبیہ کا انعقاد ان کی فکر رسا کی دلیل ہے۔ میں اس کے تسلسل کے ساتھ انعقاد پر مولانا کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جماعت اسلامی ہند کے نائب امیر مولانا ولی اللہ سعیدی نے کہا کہ آج ہر کام میں اختصاص پیدا کرنے اور اتقان کی ضرورت ہے۔ مجھے اس پروگرام میں پہلی مرتبہ شرکت کا موقع ملا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اہم فریضہ انجام دے رہی

ہے۔اس کے لیے امیر محترم اور تمام شرکاء مبارکباد کے مستحق ہیں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن عبدالجبار فریوائی نے کہا کہ آپ ائمہ، دعاۃ اپنی تاریخ کو جانیں اور اپنی دعوت کو پہچانیں۔ انسان اسی وقت متقی ہوگا جب کتاب سنت پر عامل ہوگا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار کے نائب امیر اور ایڈیٹر جریدہ ترجمان مولانا خورشید عالم مدنی نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور اس کے مخلص سربراہ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی ہماری دعاؤں اور شکریے کے مستحق ہیں کہ آپ دیگر دینی، ملی، رفاہی خدمات کے ساتھ بیس سالوں سے پورے ملک سے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کو پڑھانے، سکھانے اور ٹریننگ دینے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے سابق امیر حافظ شکیل احمد میرٹھی نے کہا کہ اس دورۂ تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔اس تسلسل کے ساتھ یہ بہترین پروگرام منعقد کرنے پر امیر محترم ودیگر ذمہ داران مبارکباد اور شکریے کے مستحق ہیں۔

پورے ملک سے تشریف تمام شرکائے دورۂ تدریبیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا عبداللہ عبدالحیٔ اثری نے اپنے تاثرات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم شرکاء تدریبیہ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے ذمہ داران خصوصا ہم سب کے قائد ورہنما فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے تہہ دل سے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں اس پروگرام میں شرکت کا زریں موقع فراہم کیا، ہر طریقے سے ہم سب کی حوصلہ افزائی کی۔اور راحت رسانی، تعلیم وتربیت، اور ٹریننگ کے سامان بہم پہنچائے۔ایک ہفتہ اس مقصدیت سے پر دورہ تدریبیہ میں جتنے بھی محاضرے علماء کرام ودانشوران عظام کے ہوئے وہ ہم دعاۃ ومعلمین کے لیے دینی، دعوتی، تعلیمی، تربیتی، اصلاحی، رفاہی اور قومی وملی خدمات کے حوالے سے حد درجہ مفید تھے، خصوصا اس پروگرام میں ورکشاپ اور ادبی وثقافتی مجلس کے انعقاد اور مقالہ نگاری کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کا بھی زریں موقع نصیب ہوا۔اور ہم شرکاء تدریبیہ نے اذکار دعاء ماثورہ حفظ سورہ واحادیث اور حسب توفیق قیام اللیل کا بھی اہتمام کیا جو ہم دعاۃ کو تقویت پہونچانے والی ہے۔

اس اختتامی پروگرام میں ہمالیہ ڈرگس کے چیئرمین ڈاکٹر سید فاروق بطور خاص رونق بخش اجلاس ہوئے اور شرکائے تدریبیہ کی ہمت افزائی فرمائی۔

اس موقع پر جن ذمہ داران مرکزی وصوبائی جمعیت اہل حدیث، اراکین عاملہ اور علمائے افاضل نے خطاب کیا، مرکزی ذمہ داران خصوصا امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کو اس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی، ان کا شکریہ ادا کیا اور اس ریفریشر کورس کو وقت کی بڑی ضرورت قرار دیا ان میں حافظ محمد عبدالقیوم نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند، مولانا شفیق عالم خان جامعی امیر شہری جمعیت اہل حدیث حیدرآباد وسکندر، مولانا شہاب الدین مدنی ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی، حافظ کلیم اللہ سلفی نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی، مولانا حفظ الرحمٰن مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث آسام، کے جے منصور قریشی عرف دادو بھائی خازن صوبائی جمعیت اہل حدیث کرناٹک وگوا، مفتی جمیل احمد مدنی مفتی عام مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ڈاکٹر عبدالمجید الصلاحی سکریٹری ندوۃ المجاہدین کیرالا، مولانا محمد علی مدنی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار، مولانا عبدالقدوس عمری امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش، مولانا شمیم اختر ندوی امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال، مولانا طہ سعید خالد مدنی نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث اڑیسہ، مولانا محمد اسماعیل سرواری امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث راجستھان، مولانا خورشید عالم محمدی نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ، مولانا عبدالغنی مدنی استاذ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، مولانا کلیم اللہ سلفی رکن شوری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، مولانا عبدالاحد مدنی استاد جامعہ ریاض العلوم دہلی، مولانا رفیق احمد سلفی دارالدعوۃ دہلی، مولانا احمد مجتبیٰ سلفی شیخ الحدیث جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد یوپی، جناب حیدر خان صدر جامعہ دارالنصیحہ گجرات، مولانا افروز قاسمی دہلی، مولانا عبدالمبین ندوی استاد جامعہ ریاض العلوم دہلی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

واضح رہے کہ اس مناسبت سے 35ویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے موقع پر مختلف اختصاصات اور مجالات میں نمایاں خدمات انجام دینے والی تقریبا تین درجن اہم علمی، تحقیقی، دعوتی، تعلیمی، تربیتی، قومی، ملی اور رفاہی شخصیات کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں اہل حدیث ایوارڈ کا اعلان کیا گیا تھا، ان میں سے دہلی سے تعلق رکھنے والی دو اہم شخصیات ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی اور مولانا احمد مجتبیٰ سلفی کو ایوارڈ تفویض کیا گیا۔

ناظم مالیات مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند الحاج وکیل پرویز نے اپنے کلمات تشکر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم کی ہمہ جہت خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کیا اور پروگرام کی کامیابی پر ذمہ داران ومتعلقین وکارکنان کو مبارکباد پیش کی اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔اخیر میں تمام شرکائے تدریبیہ کو توصیفی سند، بیگ اور کتب کے ہدیہ سے نوازا گیا۔

☆☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

# محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

**تعاون کے طریقے** : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292